

جشنِ عیدِ میلاد النبی ﷺ

فروغ افکار رضا، اذکار رضا - آن لائن مجلہ

سہ ماہی

المختار
مالیگاؤں

(شمارہ:16 - اکتوبر، نومبر، دسمبر 2023ء)

مدیر:
ابوسنان عتیق الرحمٰن رضوی

تقسیم کار: جیلانی مشن مالیگاؤں

پیش کش: المختار پبلی کیشنز مالیگاؤں

فروغِ افکار رضا، اذکار رضا - آن لائن مجلّہ

سہ ماہی　　　　　مالیگاؤں

المختار

شمارہ نمبر 16 - اکتوبر، نومبر، دسمبر 2023ء

مدیر:

ابوسِنان عتیق الرحمٰن رضوی

تقسیم کار: جیلانی مشن، مالیگاؤں

پیش کش: **المختار پبلی کیشنز**، مالیگاؤں

Mob.:+919096957863
Email:sahebzada92@gmail.com

-:-:- مضمون نگار کی رائے سے ادارے کا اتفاق ضروری نہیں -:-:-

مشعل

✷✷✷

مدحتِ سرورِ دوسرا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مصطفائے ذاتِ یکتا آپ ہیں

از: نبیرۂ اعلیٰ حضرت، جانشین حضور مفتی اعظم، حضور تاج الشریعہ، علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری علیہ الرحمۃ

مصطفائے ذاتِ یکتا آپ ہیں — یک نے جس کو یک بنایا آپ ہیں
آپ جیسا کوئی ہوسکتا نہیں — اپنی ہر خوبی میں تنہا آپ ہیں
آب و گل میں نور کی پہلی کرن — جانِ آدم جانِ حوا آپ ہیں
حسنِ اوّل کی نمودِ اوّلیں — بزمِ آخر کا اجالا آپ ہیں
لا مکاں تک جس کی پھیلی روشنی — وہ چراغِ عالم آرا آپ ہیں
ہے نمک جس کا خمیرِ حسن میں — وہ ملیح حسن آرا آپ ہیں
زیب و زینِ خاک و فخرِ خاکیاں — زینتِ عرشِ معلی آپ ہیں
نازشِ عرش و وقارِ عرشیاں — صاحبِ قوسین و ادنیٰ آپ ہیں
آپ کی طلعت خدا کا آئینہ — جس میں چمکے حق کا جلوہ آپ ہیں
آپ کی رؤیت ہے دیدارِ خدا — جلوہ گاہِ حق تعالیٰ آپ ہیں
آپ کو رب نے کیا اپنا حبیب — ساری خلقت کا خلاصہ آپ ہیں
آپ کی خاطر بنائے دو جہاں — اپنی خاطر جو بنایا آپ ہیں
جاں تو ئی جاناں قرارِ جاں توئی — جانِ جاں جانِ مسیحا آپ ہیں
پیکرِ ہر شے میں جاں بن کر نہاں — پردوں پردوں میں ہویدا آپ ہیں
آپ سے خود آپ کا سائل ہوں میں — جانِ جاں میری تمنا آپ ہیں
آپ کی طلعت کو دیکھا جان دی — قبر میں پہنچا تو دیکھا آپ ہیں

بر درت آمد گدا بہر سوال
ہو بھلا اخترؔ کا داتا آپ ہیں

***

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مہمان اداریہ

اظہارِ محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اہم پہلو "ادب"

وسیم احمد رضوی، مالیگاؤں

ذرا دیکھو! آج ہم کس دور سے گزر رہے ہیں۔ آج لوگوں کی زبانیں بہت لمبی ہوگئی ہیں؛ اور نبی علیہ السلام کے بارے میں جو منہ میں آتا ہے بھونک دیتے ہیں۔ سمجھتے نہیں کہ سب کچھ لُٹ جائے گا، پلّے کچھ نہیں رہے گا۔۔۔۔اور یہ قبیح حرکت اگر کھلا کافر کرے تو بات پھر بھی ناقابل برداشت ہے؛ لیکن داڑھی ٹوپی، کرتے پاجامے والے بھی دھڑلے سے اُس بلند ترین بارگاہ میں جسارت کرتے ہیں جو رب وحدہٗ لاشریک کا انتخابِ یکتا اور محبوبِ یگانہ ہے۔ اِن بدبختوں کو باز آجانا چاہیے۔ ورنہ قرآن مجید میں بلعم بن باعورہ کی مثال موجود ہے۔ تمام عبادتیں، ریاضتیں، پیشانیوں کے گھٹے، تسبیح و نوافل منہ پہ ماردی جائے گی۔۔۔اور ان کی مثال جہنم کے کُتّے کی طرح ہوگی۔ فمثلہٗ کمثل الکلب۔ (سورۃ الاعراف، آیت 176)

اب دیکھیے ان کا شیوۂ ادب جو حضور کی چوکھٹ کے غلام تھے؛ جن کے درمیان اسلام کے قوانین نازل ہوتے تھے۔ احکام ناسخ و منسوخ ہوتے تھے۔ آسمان ہدایت کے ان نجوم نے جو سیکھا براہ راست بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سیکھا۔

حضرت براء بن عازب سے کسی نے مسئلہ پوچھا کہ کن کن جانوروں کی قربانی جائز نہیں ہے؟ تو حضرت براء بن عازب نے چار انگلیاں کھڑی کیں۔ کہا: حضور نے ایسے چار انگلیاں کھڑی کر کے کہا جس کی آنکھ پھوٹی ہو، جو لنگڑا ہو، جو بیمار اور لاغر ہو۔ اور کہا کہ جس کے اندر یہ عیب ہوں ان جانوروں کی قربانی جائز نہیں ہوگی۔ اور پھر ساتھ میں کہنے لگے کہ "یہ جو مَیں نے چار انگلیاں کھڑی کر کے کہا کہ حضور نے ایسے انگلیاں کھڑی کر کے کہا تھا؛ تو یہ بات مَیں نے سمجھانے کے لیے کی ہے ورنہ میری انگلیاں حضور کی انگلیوں سے چھوٹی ہیں۔" (سنن ابو داؤد، کتاب الاضحیہ)

ذرا غور تو کرو! محبت کے لہجے کو دیکھو! کہا یہ مَیں بیانِ عدد کے لیے بتا رہا ہوں؛ ورنہ میری انگلیاں حضور کی انگلیوں جتنی نہیں ہے؛ وہ بڑی تھیں اور یہ چھوٹی ہیں۔............حالاں کہ کسی کو شائبہ بھی نہیں ہوسکتا تھا کہ انگلیوں سے مماثلت پیدا ہورہی ہے۔ یہ تعین عدد کے لیے کہا جارہا ہے۔ لیکن فوراً خیال آیا اور کہا کہ میری انگلیاں حضور کی انگلیوں سے چھوٹی ہیں۔ سبحان اللہ!

حضرت عباس بن عبدالمطلب سے کسی نے پوچھا کہ آپ بڑے ہیں یا حضور بڑے ہیں؟ پوچھنے والے نے تو عمر کے بارے میں پوچھا۔ تو کہا ''سال زیادہ میں نے گزارے؛ بڑے تو حضور ہی ہیں۔''

تو یہ ان کا ادب تھا۔ یہ اصحابِ رسول کی زندگی تھی اور ان کا انداز تھا۔ آج ہم اور آپ دیکھیں کہ ہم کس جگہ کھڑے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں انتہائی حساس ہونا چاہیے۔ اور کوئی ہلکا اور مَیلا لفظ زبان پہ نہیں آنا چاہیے۔ ورنہ سب کچھ لُٹ جائے گا؛ پلّے کچھ بھی نہیں رہے گا۔ جو گناہ گار ہے اس کی معافی ہے؛ بے ادب کی معافی نہیں ہے۔ گناہ گار کو معاف کر دیا جائے گا لیکن بے ادب کی معافی نہیں ہے۔ بلکہ مولائے روم تو کہتے ہیں کہ بے ادبوں کے پاس بیٹھنا بھی نہیں چاہیے۔

تا توانی می گریز از یارِ بد
یارِ بد بدتر بود از مارِ بد

اور امام عشق و محبت امام احمد رضا محدث بریلوی فرماتے ہیں: ''یارِ بد مارِ بد سے بدتر ہے۔''

کہا جہاں تک ممکن ہو بُرے یار کی صحبت سے بچو؛ یہ بُرے سانپ سے زیادہ بُرا ہے۔ سانپ ڈستا ہے تو جان جاتی ہے اور بُرا یار ڈستا ہے تو ایمان جاتا ہے۔

رومی علیہ الرحمۃ ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ بے ادب اکیلا نہیں مرتا جب مرتا ہے تو پوری بستی کو لے کر مرتا ہے۔ کتنیوں کے عقیدے برباد کر کے رکھ دیتا ہے۔

تو حضور علیہ السلام کے حوالے سے ہمارا شیوۂ ادب وہی ہونا چاہیے جو صحابۂ کرام کا شیوۂ ادب تھا۔ ان کی زندگیاں دیکھیں اور ان کی زندگیوں کا مطالعہ کریں کہ کس طرح انہوں نے حضور کے ادب کی رعایت کی، اور حضور کی تعظیم و توقیر کو کس طرح بجالایا۔

ایک صحابی آئے؛ انہوں نے حضور کی بارگاہ میں سلام پیش کیا۔ حضور نے جواب نہیں دیا۔ وہ دوسری جانب سے آئے تو حضور نے پھر جواب نہیں دیا۔ وہ پریشان ہو گئے اور کسی سے پوچھا کہ مجھے تو سمجھ نہیں آ رہی؛ آپ بتا سکتے ہیں کہ حضور کس وجہ سے مجھ سے ناراض ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ جو تم نے سونے کی انگوٹھی پہنی ہے یہ حضور نے منع کی ہوئی ہے اور یہ تمہارے ہاتھ میں ہے۔ شاید حضور کی ناراضی کا سبب یہ ہو۔ تو انہوں نے وہ انگوٹھی اتار کے حضور کو پیش کر دی؛ حضور شاید آپ اس وجہ سے ناراض ہیں۔ حضور نے انگوٹھی پھینک دی۔ ناراضگی کی وجہ ختم ہو گئی؛ باتیں چلتی رہی گفتگو ہوتی رہی۔ مجلس اختتام کو پہنچی تو لوگ اُٹھ کے گھروں کو جانے لگے؛ وہ صحابی بھی اٹھے اور جانے لگے۔ کسی نے توجہ دلائی وہ

انگوٹھی تو اٹھالو! تم تو شرعاً نہیں پہن سکتے؛ تمہاری بیوی تو پہن سکتی ہے: وہ انگوٹھی لے لو قیمتی سونا ہے۔ تو اس صحابی نے کہا واللہ لا اخُذُہٗ ابداً وقد طرحہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ''اللہ کی قسم! میں اسے کبھی بھی نہیں اٹھاؤں گا جس کو میرے رسول نے پھینک دیا ہے۔'' (صحیح مسلم، کتاب اللباس)

ذرا غور تو کریں! آج ہم اپنی زندگیوں پہ غور کریں!

مدینہ کی گلی سے حضور گزرے تو ایک گنبد نما مکان بن رہا تھا؛ ایسے مکان حضور پسند نہیں فرماتے تھے۔ حضور نے دیکھا چہرے پر آثارِ پسندیدگی نہیں آئے۔ حضور گزر گئے۔ کسی نے اس صحابی کو بتایا حضور گزرے تھے؛ تیرا مکان دیکھا خوش نہیں ہوئے اس نے مکان کو زمین کے برابر کر دیا۔ دو چار دن کے بعد حضور کا پھر گزران ہُوا؛ دیکھا تو وہ مکان نہیں تھا۔ فرمایا اسے بلاؤ۔ وہ بلایا گیا۔ کہا میں گزرا تھا تیرا مکان تھا آج نہیں ہے؛ کیا ہوا؟ عرض کی؛ حضور! گرا دیا۔ فرمایا کیوں؟ عرض کی ''سُنا تھا آپ کو پسند نہیں۔''

اللہ اکبر! ہم دیکھیں کہ ہمارا کیا کیا حضور کو پسند نہیں ہے۔ سر سے لے کر پاؤں تک، شادی عقیقے ولیمے سے لے کر اپنی نجی اور سیاسی زندگی تک؛ ہمارا طرزِ حیات، ہماری وضع قطع کیا کیا حضور کو پسند نہیں ہے۔۔۔ آج تو مذہب اور سیاست کو ایسے الگ کر دیا گیا کہ سیاست کے نام پر بے دینی اور بے دینوں چاپلوسی روا کر دی گئی۔ اور اس زبردستی کی تقسیم میں حدود شریعت کو جس بے باکی سے پامال کیا جا رہا ہے وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور ان کے جاں نثار صحابہ سے بڑا سیاسی مدبر اور لیڈر بھلا کون ہوگا؟۔۔۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا۔ (سورۃ الاحزاب؛ آیت 21)

بے شک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے اس کے لیے کہ اللہ اور پچھلے دن کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو بہت یاد کرے۔ (کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن)

تو حضور کے ساتھ اگر محبت کا ربط و رشتہ ہے تو تقاضۂ محبت ادب بھی ہے اور تقاضۂ محبت اطاعت بھی ہے۔

ہزار قومیں وجود میں آئیں دھر میں خشک و تر کے رشتے سے
ہم نے بنیاد دوستی رکھی یاد خیر البشر ﷺ کے رشتے سے

6-ربیع النور شریف 1445ھ / 22-ستمبر 2023ء

کیا عید میلاد منانا جائز ہے؟

ابوسِنان عتیق الرحمٰن رضوی، مالیگاؤں

آج ۷؍ربیع الاول کی شب تھی...... میں اور میرے اہل خانہ گھر کی آرائش وزیبائش میں مشغول تھے...... اسی دوران ڈور بیل بجتی ہے...... نجیب دوڑتا ہوا دروازہ کھولتا ہے (نجیب میرا سب سے چھوٹا لڑکا ہے، وہ ابھی ساتویں جماعت میں زیرِ تعلیم ہے اور بفضلہٖ تعالیٰ ذہین بھی ہے)...... دروازے سے اس نے آواز دی...... ابّا! کوئی نعیم چاچا آئے ہیں...... (نعیم میرا پُرانا دوست تھا...... ہم لوگوں نے ہائی اسکول تک ساتھ ہی تعلیم حاصل کی تھی...... پھر وہ ہمارے شہر سے کوچ کر گیا تھا، خیر)...... میں اپنی بیٹی رابعہ سے چائے ناشتے کا کہہ کر نعیم کے ساتھ ہال میں آ گیا...... نعیم کئی سالوں کے بعد ملے) یار احمد! تمہارا کنبہ تو کافی پھل پھول رہا ہے...... ماشاءاللہ

احمد: (ہنستے ہوئے) آپ لوگوں کی دعاؤں اور اللہ ورسول کا فیضان ہے۔

نعیم: ویسے یہ تمہارے گھر میں اتنی چھل پہل کیسی ہے؟ کسی شادی کی تیاری چل رہی ہے کیا؟

احمد: کچھ ایسا ہی سمجھو، ۵؍روز بعد شادیوں کی شادی عیدوں کی عید جو ہے......

نعیم: کیا مطلب؟ اتنی سجاوٹ اور انتظام صرف بارہ ربیع الاول کے لیے! ویسے تم میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مناتے کیوں ہو؟

احمد: دیکھو نعیم! قرآن پاک نے ہمیں حکم دیا کہ "اللہ کی نعمتوں کا خوب چرچا کرو" اب بتاؤ کیا ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی نعمت سے کم ہیں؟ نہیں! ہرگز نہیں! اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا کو ہمارا شفیع بنایا...... انہیں رحمۃ للعالمین بنایا...... بے شک وہ تمام نعمتوں میں افضل ہیں...... تو پھر کیوں نہ ہم ایسے شفیق وکریم نبی کا یوم ولادت منا کر، ان کا ذکر کر کے ان سے محبت کا اظہار کریں......

دیکھو یار! تم تو جانتے ہی ہو کہ دنیا کا ماحول کس طرح پراگندہ ہوتا جا رہا ہے...... لوگوں کے دلوں سے

خوفِ خدا، شرمِ نبی کم ہوتے جا رہی ہے...... اسی لیے آج ہم پر ضروری ہو گیا ہے کہ ہم اپنی اولاد کی تربیت اسلاف کرام کے راستے پر چلتے ہوئے کریں...... اوران کے دلوں کو عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گنجینہ بنائیں...... ورنہ کل ہم سے اس بارے میں پوچھ گچھ ہوگی...... تم نے سیوطی الجامع الصغیر، جلد ا، ص ۲۵ کی وہ حدیث سنی ہوگی، جس کا مفہوم ہے: ''اپنی اولاد کو تین چیزوں کا ادب سکھاؤ...... اپنے نبی کی محبت...... اہلِ بیت کی محبت اور قرآن کی تلاوت کا ادب۔'' اور ہمارا عید میلا دالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منانے کا مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کے دلوں میں عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، محبتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پنہاں ہو جائے...... جس کے لیے یہ موثر ترین ذریعہ ہے...... دیکھو اس جشن کے نام پر نئی نسل یک جا ہو جاتی ہے...... اوجگہ جگہ ذکر رسول کی محفلیں ہوتی ہیں...... جس میں سیرت رسول، خصائص رسول، فضائل رسول، نعتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سناتے ہیں...... ظاہر ہے جب لوگ ذکر سنیں گے...... فضائل وخصائص نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آگاہ ہوں گے تو خود بخود ان کا دل سیرتِ طیبہ کی طرف مائل ہوگا...... اور دل مائل ہوگا تو محبت بھی بڑھے گی۔

نعیم: تو کیا ذکرِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا نعت رسول سے محبت پیدا ہو سکتی ہے؟

احمد: تجھ کو یاد ہوگا، جب ہم گیارہویں جماعت میں تھے...... ہمارا Politics کا آخری Lesson چل رہا تھا...... جس میں ہمارے سَراشترا کی ممالک میں کمیونسٹ انقلاب کے اثرات سمجھا رہے تھےکہ ''وہاں کسی بچے کی پیدائش کے بعد سے ہی اس کے کانوں میں قومی رہنما ماؤزے تنگ کی تقریریں سنائیں جاتیں اوراس نوزائدہ بچے کے ساتھ یہ عمل کئی سالوں تک روا رکھا جاتا۔''

اس عمل سے ان کا مقصد یہ، ان کا یقین یہ تھا کہ بچہ جب ان سب باتوں کو سنے گا اور اس ماحول میں پرورش پائے گا...... تو جب وہ باشعور ہو جائے گا تو اس کے کانوں تک ایک خاص پیغام پہنچ چکا ہوگا...... جس کے بعد اس کے دل میں کمیونزم کی محبت ڈالنا آسان ہوگا...... یا وہ خود ہی اس کی

حمایت کرے گا......

ایسے ہی اگر بچپن سے ہم اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ کریں......انہیں سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں سے روشناس کرائیں......ان کے سامنے ذکرِ رسول کریں......انہیں سرکار کی نعتیں سنائیں......محفلِ میلاد کا انعقاد کریں تو یقیناً ان کے دل ودماغ پر اچھے اثرات مرتب ہوں گے اور وہ عشقِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف راغب ہوں گے......

السلام علیکم! (رابعہ چائے لاتے ہوئے زور سے سلام کرتی ہے) نعیم اور احمد: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

احمد: یہ میری سب سے بڑی بیٹی ہے، رابعہ، نویں جماعت مین زیرِ تعلیم ہے۔قرآن پاک ختم ہو چکا ہے......

نعیم: ماشاء اللہ، بڑی پیاری بچی ہے......اللہ آپ کو اور ترقی عطا کرے......آمین ثم آمین

(رابعہ ناشتے کی ٹرے رکھ ہال سے چلی جاتی ہے)

نعیم: (چائے پیتے ہوئے) جس محفل اور ذکر کی بات آپ کر رہے ہیں واقعی وہ احسن ہے مگر جشن میلاد النبی میں مَیں نے اکثر دیکھا ہے لوگ ناچتے ہیں...... پٹاخے پھوڑتے ہیں......ڈھول بجاتے ہیں اور طرح طرح کی بے ہودہ حرکات کرتے ہیں......اس لیے اس کا انعقاد نہ کرنا ہی بہتر ہے......کم سے کم لوگ ثواب کے نام پر گناہ سے تو بچیں گے......

احمد: (مسکراتے ہوئے) میں جو ابھی بتایا کہ اصل محفل مولود اور ذکر ونعت وہی ہے جو خالص اور شریعت مطہرہ کے دائرے میں ہوتی ہے اور یہی مستحسن، باعثِ برکت ورحمت اور کارِ ثواب ہے...... ہاں! اگر کچھ جاہل اس میں کچھ غلط یا غیر شرعی کام کرتے ہیں تو ہمیں چاہیے کہ ہم انہیں غلط کام سے روکیں نہ کہ ان خرافات کی وجہ سے ہم محفلِ میلاد جیسا مستحسن ومبارک فعل ہی بند کر دیں......

اب دیکھو ہمارے یہاں شادیوں میں کیا ہوتا ہے......رسم ورواج کے نام پر کس قدر غیر شرعی رسمیں، خرافات اور بے حیائی ہوتی ہے...... ناچ گانا، عورتوں سے چھیڑ چھاڑ غرض ہر طرح کی خرافات شادی میں گویا جائز ہو جاتی ہیں......مگر کیا ہم اس فعل سے شادی پر پابندی عائد کر دیں گے نہیں ناں۔ بلکہ ہم ان رسموں کو مٹائیں گے جو شادی میں بن بلائے مہمان کی حیثیت رکھتی ہیں...... میرا مطلب ہے ان خرافات کو ختم کریں گے، شادی کو بے جا رسموں سے پاک کریں گے۔ ہے ناں؟

نعیم: ہاں! بالکل

احمد: اسی طرح محفلِ ذکر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا میلاد النبی پر صرف اس لیے پابندی نہیں لگانا چاہیے کہ اس میں غیر شرعی کام ہوتے ہیں۔ بلکہ ہمیں ان غیر شرعی کاموں، رسموں کو ختم کرنا ہوگا......اور ایسا کرنے والوں پر پابندی عائد کرنی ہوگی......اول تو یہ ہر جگہ نہیں ہوتا......الحمدللہ، لوگ اس محفل میں بڑے مؤدب اور باوضو اور دُرودِ پاک کا وِرد کرتے ہوئے شریک ہوتے ہیں......

نعیم: پھر بھی احمد، یہ سب باتیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دور میں تو نہیں تھیں......یعنی بدعت ہوئی ناں؟

احمد: نعیم یار! لگتا ہے تم کسی کے بہکاوے میں آ گئے ہو......تم نے بھی میرے ساتھ پڑھا ہے کہ بدعت کی کئی قسمیں ہیں اور ہر بدعت بُری نہیں ہوتی...... کسی چیز کے احسن ہونے کے لیے صرف یہ ہی نہیں دیکھا جاتا کہ وہ عہدِ رسالت میں کیا جاتا تھا یا نہیں؟ بلکہ ہمیں یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ اس کی کوئی اصل قرآن مجید سے بالواسطہ یا بلا واسطہ ثابت ہے یا نہیں......اگر اس سے کسی سُنّت، واجب، فرض یا اصل پر اثر پڑے تو اس سے تعارض کیا جائے گا......ورنہ صرف اپنی طبیعت سے کفر، شرک یا بدعت کا فتویٰ گانا کسی جہالت سے کم نہ ہوگا......

جیسے جمع قرآن کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظاہری حیات میں یک جا محفوظ نہیں تھا......مگر امّتِ مسلمہ کی آسانی اور ضرورت زمانی کے پیشِ نظر کیا گیا......اسی طرح ۲۰ رکعت نمازِ

تراویح کا باجماعت پڑھنا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دور میں باقاعدہ رواج نہیں تھا.....مگر بعد میں حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شروع کیا.....حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز جمعہ سے قبل دوسری اذان شروع کی.....مگر ان سب سے اصل دین میں کسی قسم کا فرق نہیں پڑتا.....نہ ہی شریعت مطہرہ کی مخالفت ہوتی ہے..... بلکہ یہ جائز و مستحسن اور نیک کام تھا..... جو روا رکھا گیا.....

اسی طرح عید میلاد النبی بھی بظاہر سرکار کے دور میں نہیں منایا جاتا تھا..... کیوں کہ صحابہ کرام تو ہمیشہ عشقِ مصطفیٰ میں سرشار رہا کرتے تھے.....اور حسنِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مشاہدہ اپنی مبارک آنکھوں سے کیا کرتے تھے.....اس لیے انہیں ضرورت ہی نہیں تھی..... ہاں! یہ ہماری ضرورت ہے، کیوں کہ ہم ان خوش نصیبوں میں سے نہیں جنھوں نے اپنی آنکھوں کو جمالِ جہاں آرا کے دیدار کے جام سے سرشار کیا.....اس لیے ہم ان کی یاد مناتے ہیں.....ان کا ذکر کرتے ہیں.....ان کی نعتیں پڑھتے ہیں..... کہ ان کے صدقے ہمیں بھی بحرِ عشقِ مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کچھ قطرے نصیب ہوجائیں.....

نعیم: تو بھی میلاد النبی قرآن سے کہاں ثابت ہوتا ہے؟

احمد: یار! خیر تم کو قرآن پاک کی وہ آیت یاد ہوگی جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حوالے سے ہے کہ حضرت عیسیٰ فرماتے ہیں کہ میں ایسے رسول کی خوشخبری دینے والا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے.....ان کا نام احمد ہے.....اور جیسا کہ میں نے تم کو بتایا کہ میلاد النبی کا مقصد ذکرِ رسول ہے، تو کیا اس آیت میں ذکرِ رسول نہیں.....اسی طرح اللہ فرماتا ہے: ''قل بفضل اللہ و برحمتی فبذلک فلیفرحوا۔''یعنی اللہ کے فضل و رحمت پر خوب خوشیاں مناؤ.....اور میں نے ابھی ابھی تم کو بتایا تھا..... چلو وہ آیت بھی یاد آ گئی، اللہ فرماتا ہی: ''وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ۔''یعنی اپنے رب کی نعمتوں کا خوب چرچا کرو.....اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری تمام جہانوں کی نعمت سے بڑھ کر

ہے...... لہٰذا ثابت ہوا کہ قرآن میں بھی ذکر رسول یعنی میلادِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم موجود ہے...... اور ایسا کرنے سے اصل یا واجب میں اختلاف یا فرق نہیں پڑتا...... لہٰذا بلا شبہ میلا دالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جائز و مستحسن ہے......

نعیم: ہاں جناب! تمہاری باتیں کچھ کچھ سمجھ میں آ رہی ہیں......

احمد: یار نعیم! جب ہمارے بچے کی ولادت پر خوشیاں منائی جاتی ہیں...... اس کے لیے کوئی قرآن و حدیث سے دلیل تلاش نہیں کرتا...... لیکن جب عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں سرشار ہو کر کوئی نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی مناتا ہے تو لوگ اعتراض کرتے ہیں......

افسوس کی بات ہے کہ لوگ بات بات میں قرآن وحدیث سے ثابت کرو کی رٹ لگاتے رہتے ہیں...... میلاد کی مبارک و مسعود محفلوں پر شرک و بدعت کا فتویٰ لگاتے ان کے قلم نہیں رُکتے اور منہ نہیں تھکتے۔ مگر یہی لوگ اس وقت کہاں ہوتے ہیں جب ہر سال حکومتِ سعودی عرب اپنے یومِ تاسیس پر ''سعودی ڈے'' مناتا ہے...... کیا اس کی کوئی اصل قرآن وحدیث سے یہ دے سکتے ہیں؟ عرب ممالک میں جب کسی حکومت کے بادشاہ کی تخت نشینی یا تاج پوشی ہوتی ہے...... تو اس دن حکومت کی جانب سے ایک جشن کا اہتمام ہوتا ہے...... کیا یہ اس فعل کی دلیل قرآن واحادیث سے دے سکتے ہیں......

مطلب یہ کہ یہ خود سراپا بدعت ہیں اور اگر ہم کوئی نیک و مستحسن کام انجام دیں تو انہیں وہ بدعت اور شرک نظر آتا ہے...... جو میلا دالنبی کی دلیل مانگتے ہیں ان سے پوچھو کہ ان کے مدارس میں درسِ نظامی کا اہتمام ہوتا ہے...... سالانہ دستار بندی کا جلسہ ہوتا ہے...... ختم بخاری کی محفل ہر سال منعقد کی جاتی ہے...... کیا اس کی دلیل قرآن وحدیث سے دے سکتے ہیں؟ کیا صحابہ کرام نے کبھی ختم بخاری کروایا؟ کیا سالانہ جلسۂ دستار بندی کیا کرتے تھے؟

نعیم: لیکن احمد! بخاری شریف تو عہدِ رسالت کے کافی بعد کی ہے اور عہد رسالت، میں اس کی ضرورت

ہی نہیں تھی۔

احمد: یہی تو بات ہے میرے دوست...... ہر دور کے اپنے اپنے تقاضے ہوتے ہیں......وہ خوش نصیب عہد رسالت کے نفوسِ قدسیہ تھے......انہیں ہم جیسا میلاد منانے کی کیا ضرورت تھی...... جب کہ وہ خود سراپا عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں سرشار رہا کرتے تھے......اب اگر میلاد النبی پر شرک اور بدعت کا فتویٰ صرف اس وجہ سے دیا جائے کہ وہ عہدِ رسالت میں اس صورت میں نہیں منائی جاتی تھی......تو ان کے مدارس پر کیا حکم عائد ہوگا؟ جو ایسی کتابیں پڑھاتے، درس و جلسے منعقد کرتے ہیں جو عہدِ رسالت میں نہیں ہوتے تھے......اور ان کے مبلغین پر کیا حکم لگائیں گے جو گھوم گھوم کر بھولی بھالی عوام کو مغالطے میں ڈالتے ہیں......لوگوں میں غلط باتیں مشہور کرتے ہیں؟

جن کی تعلیمات کو یہ پھیلاتے ہیں خود ان کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ معمول تھا کہ وہ ہر سال میلاد کا اہتمام کرتے اور وقتِ قیام میں لطف پاتے...... یہ لوگ محفل منعقد کرنے پر جو ہمارے اوپر شرک و بدعت کا فتویٰ دیتے ہیں، ان سے پوچھو کہ حاجی امداد اللہ صاحب پر کیا حکم لگایا جائے؟

خود دیوبندی مکتبِ فکر کے سرخیل مولانا اشرف علی تھانوی اپنے رسالہ ''میلاد النبی'' صفحہ ۴ر پر سورۃ البقرہ کی ۶۴ ویں آیت کے حوالے سے لکھتے ہیں: ''اس آیۂ کریمہ سے بدلالۃ النص یہ بھی مراد لیا جاسکتا ہے کہ یہاں رحمت اور فضل سے مراد حضور ہیں۔جن کی ولادت پر اللہ تعالیٰ خوشی منانے کا حکم دے رہے ہیں۔'' اب آپ ان سے پوچھیے کہ مولانا اشرف علی تھانوی پر کیا حکم صادر ہوگا؟ جو کہ ان کی جماعت کے پیشوا ہیں......اور میلاد النبی کا ثبوت قرآن سے دے کر گویا اس کو منعقد کرنے کی تعلیم کر رہے ہیں......

نعیم: واقعی اب مجھے سمجھ میں آرہا ہے...... اب تک میں مغالطے کا شکار تھا...... ان شاءاللہ آئندہ سے ایسے گروہ سے بچوں گا جو تعظیم نبی کو شرک اور بات بات میں بلا وجہ کفر و بدعت گردانتے، اور اپنے

مدارس یا حکومت کے یومِ تاسیس کو دھوم سے مناتے ہیں......اور اس میں انہیں کوئی شرک و بدعت نظر نہیں آتا......

احمد: ہمیں ضرور اپنی حفاظت کرنی ہوگی......اور ہمارے اہل خانہ کی پرورش بھی اسی سانچے میں کرنی ہوگی کہ آگے چل کر وہ محب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بنیں......حضرت عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بڑھانے کے لیے دُرودِ پاک کثرت اور سیرتِ طیبہ کا مطالعہ بہت ضروری ہے لہٰذا جو پڑھے لکھے لوگ ہیں ان تک سیرت طیبہ کے مختلف گوشوں پر مشتمل پیغامات اور مختصر رسائل پہنچائے جائیں......اور جو مطالعہ کی استطاعت نہیں رکھتے انہیں چاہیے کہ میلاد النبی کے جلسوں اور ذکر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محفلوں میں شرکت کر کے اپنے علم و عمل میں اضافہ کریں......

نعیم: بہت خوب......جزاک اللہ......تم نے میری آنکھیں کھول دیں اور مجھے گُم راہی کے راستے پہ جانے سے بچالیا......اللہ تیرے علم میں برکت دے......بہت بہت شکریہ یار!

احمد: ارے دوست! اس کے لیے شکریے کی ضرورت نہیں......یہ تو ہم سب کا فریضہ ہے کہ جو کچھ علم ہے اسے پھیلایا جائے......تم بھی عہد کرلو کہ عوام میں جو غلط فہمیاں اور بدگمانیاں پھیلائی جارہی ہیں......اور بے جا بدعت، شرک کی رٹ لگائی جاتی ہے، اسے اپنی ممکنہ کاوش سے دور کروگے......

نعیم: ان شاء اللہ، ضرور......واقعی تم نے بڑا احسان کیا......اچھا اب مجھے اجازت دے......وقت کافی ہوگیا ہے......ان شاء اللہ پھر ملیں گے......تم سے اور بہت ساری باتیں کرنی ہیں......اللہ حافظ

احمد: ضرور ضرور تشریف لائیے......اپنا خیال رکھیے......

اللہ حافظ

فتاویٰ رضویہ میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جلوہ سامانیاں

مفتی محمد عبدالرحیم نشتر فاروقی
ایڈیٹر ماہنامہ سنی دنیا و مفتی مرکزی دارالافتا، بریلی شریف

یوں تو فتاویٰ رضویہ یہ خالص فقہی شاہکار ہے، اس کی مکمل بارہ جلدیں صرف علمی اور فقہی مذاق پر مشتمل ہیں، لیکن اس میں بھی عشق رسالت کی عطر بیزی پوری آب و تاب کے ساتھ موجود ہے اور اس کا ہر مسئلہ عشق رسالت کا آئینہ دار ہے، جسے قاری کا دل و دماغ اس کی بھینی بھینی خوشبو سے معطر ہو اٹھتا ہے، امام اہل سنت کا یہ عظیم الشان شاہکار بھی ان کے نزدیک نبی ناز رحمت کا فیضان وعطیہ ہے، اسی لئے آپ نے اپنے فتاویٰ کا نام بھی ایسا ہی رکھا جس کے الفاظ آپ کی اس عقیدت ومحبت کا برملا اظہار کر رہے ہیں ''العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ'' آپ کا قلم جس موضوع پر بھی اٹھا ہے، اس کی سرخیوں میں عشق ومحبت کے شرارے ابھرتے ہوئے نظر آتے ہیں، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظمت وتقدس کا خیال لمحہ بھر کو آپ کی ذات سے جدا نہ ہوا، ملاحظہ فرمایئے کہ فتویٰ نویسی کے وقت مختلف فقہی مسائل کے ہجوم میں بھی عشق رسول اور عظمت رسالت کی پاس داری کا رنگ کتنا گہرا ہے۔

تقبیل الابہامین یعنی ''اشہد ان محمد رسول اللہ'' یا اسم رسالت سن کر انگوٹھے چومنے کے جواز پر نہایت ہی مفصل ومدلل وتحقیقی جواب تحریر فرمایا اور یہ ثابت کیا کہ نام اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سن کر انگوٹھوں کو چومنا صرف جائز ہی نہیں بلکہ باعث حفظ صحت وبصر اور کار ثواب واجر ہے، اس رسالہ کو پڑھنے کے بعد ایک طرف آپ کی فقہی بصیرت وبصارت میں بے مثل وجداگانہ کروفر کی تخصیص ہوتی ہے تو دوسری طرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات محسن کائنات سے آپ کی بے پناہ عشق والفت کا عرفان بھی ہوتا ہے، ذیل میں مسئلہ کی قدر تفصیل ملاحظہ فرمایئے اور اس کے حرف حرف سے نکلنے والی عشق ومحبت کی کرنوں سے دلوں کو روشن ومنور کیجئے:

''حضور پر نور، شفیع یوم النشور، صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام پاک اذان میں سنتے وقت انگوٹھے یا انگشتان شہادت چوم کر آنکھوں سے لگانا قطعاً جائز۔'' [فتاویٰ رضویہ، جلد دوم، ص ۴۲۵]

آگے حضرت ملّا علی قاری کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''قلت واذا ثبت رفعه الی الصدیق رضی الله تعالیٰ عنه فیکفی للعمل به لقوله علیه الصلاة والسلام علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین''۔

یعنی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی اس فعل کا ثبوت عمل کا بس ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: میں تم پر لازم کرتا ہوں اپنی سنت اور اپنے خلفائے راشدین کی سنت، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

تو صدیق سے کسی شئے کا ثبوت بعینہٖ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثبوت ہے، اگرچہ بالخصوص حدیث مرفوع درجۂ صحت تک مرفوع نہ ہو۔''

[فتاویٰ رضویہ، جلد دوم، ص ۵۲۶۔۵۲۷]

اسی طرح خوشبو سونگھتے وقت حضور شفیع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کے جواز پر علما و صلحا اور صحابۂ کرام کے اقوال و افعال پیش کر کے ثابت فرمایا کہ یہ عمل باعث ثواب کثیر اور فضل جمیل ہے۔

''خوشبو لگانا سنت ہے اور خوشبو کی چیزیں پھول پتی وغیرہ پسندیدۂ بارگاہ رسالت ہیں، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ وعلیٰ آلہ و بارک وسلم فرماتے ہیں: حبب الی من دنیاکم النساء والطب وجعلت قرة عینی فی الصلاة۔ تمہاری دنیا میں سے دو چیزوں کی محبت میرے دل میں ڈالی گئی، نکاح اور خوشبو اور میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی۔''

[فتاویٰ رضویہ، جلد نہم، ص ۲۲۵]

اسی طرف مختلف قسم پانی کا حکم بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

''وہ پانی جس سے وضو صحیح ہے، مینھ، دریا، نہر، چشمہ، جھرنے، جھیل، بڑے تالاب، کوئیں کے پانی تو ظاہر ہیں بالخصوص قابل ذکر مائے مبارک زمزم شریف ہے کہ ہمارے ائمہ کرام کے نزدیک اس سے وضو و غسل بلا کراہت جائز ہے اور ڈھیل کے بعد استنجا مکروہ اور نجاست دھونا ممنوع ہے۔''

یہ مسئلہ بیان کرتے ہوئے آپ کا عشق و عرفان انگڑائیاں لیتا ہوا پردۂ ذہن پر چھا گیا کہ کہیں لوگ یہ نہ سمجھ لیں کہ زمزم شریف ہی تمام پانیوں سے اعلیٰ و ارفع ہے جبکہ ان تمام پانیوں سے

اعلیٰ وارفع ایک اور پانی ہے، حاشیئے میں آپ اس کی وضاحت فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

''سب سے اعلیٰ، سب سے افضل، دونوں جہاں کے سب پانیوں سے افضل، زمزم سے افضل، کوثر سے افضل وہ مبارک پانی ہے کہ بارہا براہِ اعجاز حضور انور سید اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انگشتان مبارک سے دریا کی طرح بہا اور ہزاروں نے پیا اور وضو کیا، علما تصریح فرماتے ہیں کہ وہ پانی کوثر و زمزم سب سے افضل ہے مگر اب وہ کہاں نصیب۔''

[فتاویٰ رضویہ قدیم، جلد اوّل، ص ۴۰۸]

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ
نور کے چشمے لہرائیں، دریا بہیں انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام

امام اہل سنت کی نبی ناز رحمت سے وارفتگی و شیفتگی کا عالم یہ تھا کہ جن ادنی سے ادنیٰ چیزوں کو رسول اکرم سے قرب یا ان سے ادنی سی بھی نسبت حاصل ہو، ان کا بھی ادب و احترام اور ان کی عظمت وتقدس کا پورا پورا خیال فرماتے، چنانچہ پانی ہی کے بیان میں فرماتے ہیں:

''حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا موئے مبارک یا جبہ شریف یا کاسہ مطہرہ تبرک کے لئے جس پانی میں دھویا قابل وضو ہے، اگر چہ اس میں قصد قربت بھی ہو، ہاں پاؤں پر نہ ڈالا جائے کہ خلاف ادب ہے، اگر منھ پر جاری کیا تو منھ کا وضو ہو گیا، ان کا تو نام پاک لینے سے دل کا وضو ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔الحمدللہ! ان پاک کرنے والے پانیوں کی ابتدا زمزم شریف بلکہ اس آب اقدس سے ہوئی جو انگشتان مبارک حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بکمال رحمت جوش زن ہوا اور انتہا اس پانی پر ہوئی جو حضور کے آثار شریفہ کو دھو کر برکات عالیہ کا منبع و مخزن ہوا۔''

[فتاویٰ رضویہ قدیم، جلد اوّل، ص ۴۵۶]

واللہ کیا عاشقانہ جملہ ہے، ایک ایک حرف عشق والفت کا مہکتا ہوا گلاب معلوم ہو رہا ہے، رسول رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آثار و تبرکات کی تعظیم و توقیر اور ان کے فیوض و برکات تحریر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''فی الواقع آثار شریفہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تبرک سلفاً وخلفاً زمانۂ اقدس حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے آج تک

بلانکیر رائج ومعمول اور باجماع مسلمین مندوب ومحبوب، بکثرت احادیث صحیحہ صحیح بخاری ومسلم وغیرہما صحاح وسنن وکتب حدیث اس پر ناطق، جن میں بعض کی تفصیل فقیر کی کتاب البارقۃ الشارقۃ علی مارقۃ المشارقۃ میں ذکر کی اور ایسی جگہ ثبوت یقینی یا سند محدثانہ کی اصلاً حاجت نہیں، اس کی تحقیق وتنقیح کے پیچھے پڑنا اور بغیر اس کے تعظیم وتبرک سے باز رہنا سخت محرومی وکم نصیبی ہے، ائمۂ دین نے صرف حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام سے اس شئ کا معروف ہونا کافی سمجھا ہے، امام قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں: من اعظامہ و إکبارہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم إعظام جمیع أسبابہ و اکرام مشاہدہ وامکنۃ من مکۃ والمدینۃ ومعاہدہ ومالمسہ علیہ الصلاۃ والسلام اوعرف بہ۔ (یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم وتکریم کا ایک جزیہ بھی ہے کہ جس چیز کو حضور سے کچھ علاقہ ہو، جو چیز حضور کی طرف منسوب ہو، جس چیز کو حضور نے چھوا ہو یا جو چیز حضور کے نام پاک پہچانی جاتی ہو، اس کی تعظیم کی جائے۔)

اسی طرح طبقۃً فطبقۃً شرقاً غرباً، عجماً عرباً علمائے دین وائمۂ معتمدین نعل مطہر حضور سید البشر علیہ افضل الصلاۃ واکمل السلام کے نقشے کاغذوں پر بناتے، کتابوں پر تحریر فرماتے آئے اور انھیں بوسہ دینے، آنکھوں سے لگانے، سر پر رکھنے کا حکم فرماتے رہے اور دفع امراض وحصول اغراض میں اس سے توسل فرمایا کئے اور بفضل الٰہی عظیم وجلیل برکات وآثار اس سے پایا کئے..............

علما فرماتے ہیں جس کے پاس نقشۂ متبرکہ ہو ظلم ظالمین وشر شیاطین وچشم زخم حاسدین سے محفوظ رہے، عورت دردزہ کے وقت اپنے ہاتھ میں لے آسانی ہو، جو ہمیشہ پاس رکھے نہ لٹے، جس کشتی میں ہو نہ ڈوبے، جس مال میں ہو نہ چُرے، جس حاجت میں اس سے توسل کیا جائے پوری ہو، جس مراد کی نیت سے پاس رکھیں حاصل ہو، موضع دردومرض پر اسے رکھ کر شفائیں ملی ہیں، مہلکوں مصیبتوں میں اس سے توسل کر کے نجات وفلاح کی راہیں کھلی ہیں۔''

[فتاویٰ رضویہ قدیم، جلد نہم، ص ۹۲]

ایک دوسرے مقام پر جان کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اپنے عشق ومحبت کا دریا بہاتے ہوئے یوں فرماتے ہیں:

''جب نقشے کی یہ برکت وعظمت ہے تو خود نعل اقدس کی عظمت وبرکت کو خیال کیجئے ، پھر ردائے اقدس، جبہ مقدسہ وعمامہ مکرمہ پر نظر کیجئے، پھر ان تمام آثار وتبرکات شریفہ سے ہزاروں درجے اعظم واعلیٰ واکرم واولیٰ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ناخن پاک کا تراشہ کہ یہ سب ملبوسات تھے اور وہ جزء بدن والا ہے، اس سے اجل واعظم وارفع واکرم حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ریش مبارک کا موئے مطہر ہے۔

مسلمان کا ایمان گواہ ہے کہ ہفت آسمان وزمین ہرگز اس ایک موئے مبارک کی عظمت کو نہیں پہنچتے اور تصریحات ائمہ سے معلوم ہولیا کہ تعظیم کے لئے نہ یقین درکار ہے نہ کوئی خاص سند، بلکہ صرف نام پاک سے اس شئے کا اشتہار کافی ہے، ایسی جگہ بے ادراک سند تعظیم سے باز نہ رہے گا مگر بیمار دل، پرآزار دل! جس میں نہ عظمت شان محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بروجہ کافی، نہ ایمان کامل۔''

[فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۲۱، ص ۴۱۷]

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت اپنے معشوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزار اقدس کی قدر ومنزلت کے بارے میں فرماتے ہیں:

''تربت اطہر یعنی وہ زمین جو جسم انور سے متصل ہے کعبۂ معظّمہ بلکہ عرش سے بھی افضل ہے، صرّح بہ ابن عقیل الحنبلی وتلقاہ العلماء بالقبول باقی مزار شریف کا بالائی حصہ اس میں داخل نہیں، کعبۂ معظّمہ، مدینہ طیبہ سے افضل ہے، ہاں اس میں اختلاف ہے کہ مدینہ طیبہ سوائے موضع تربت اطہر اور مکہ معظّمہ سوائے کعبہ مکرمہ! ان دونوں میں کون افضل ہے، اکثر جانب ثانی ہیں اور اپنا مسلک اوّل اور یہی مذہب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے، طبرانی کی حدیث میں تصریح ہے کہ المدینۃ افضل من المکۃ واللہ تعالیٰ اعلم۔''

[فتاویٰ رضویہ قدیم، جلد چہارم، ص ۶۸۷]

آپ کو شہر محبوب سے اس قدر محبت تھی کہ ''مدینہ منورہ'' کے لئے لفظ ''یثرب'' سننا گوارہ نہیں فرماتے تھے، جب بھی کوئی مدینہ منورہ کے لئے لفظ ''یثرب'' استعمال کرتا آپ تڑپ جاتے، چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں:

''مدینہ طیبہ کو یثرب کہنا ناجائز وممنوع وگناہ ہے اور کہنے والا گنہگار، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم فرماتے ہیں: سمی المدینۃ یثرب فلیستغفر اللہ ھی طابۃ ھی طابۃ۔ جو مدینہ کو یثرب کہے، اس پر توبہ واجب ہے، مدینہ طابہ ہے، مدینہ طابہ ہے.............علامہ مناوی تیسیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں: فتسمیتھا بذلک حرام لان الاستغفار انما ھو عن خطیئۃ۔ یعنی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مدینہ طیبہ کا یثرب نام رکھنا حرام ہے کہ یثرب کہنے سے استغفار کا حکم فرمایا اور استغفار گناہ ہی سے ہوتا ہے۔'' [فتاویٰ رضویہ، جلد نہم، ص۶۱]

آپ در محبوب ﷺ کی حاضری کو قریب الواجب قرار دیتے ہیں کیوں کہ حج بھی تو انہیں کے طفیل نصیب ہوتا ہے۔ ؎

ان کے طفیل حج بھی خدا نے کرا دیئے
اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے

در محبوب پہ آپ کا عشق و ادب اتنا محتاط ہے کہ جالی شریف کے بوسہ دینے یا ہاتھ لگانے سے بھی اجتناب فرماتے ہیں کہ کہیں کوئی بے ادبی نہ ہو جائے، آپ رحمت عالم ﷺ کی رحمت پر اتراتے ہوئے سراپا عجز و انکسار بن جاتے ہیں کہ ''یہ ان کی رحمت کیا کم ہے کہ اپنے حضور بلایا اور مواجہہ اقدس میں جگہ بخشی'' آپ کوچۂ جاناں میں حاضری کے آداب و ضوابط، عشق و محبت کی روشنی میں رقم کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

''(۱) زیارت اقدس قریب بواجب ہے، بہت لوگ دوست بن کر طرح طرح ڈراتے ہیں، راہ پر خطر ہے، وہاں بیماری ہے، خبردار کسی کی نہ سنو اور ہرگز محرومی کا داغ لے کر نہ پلٹو، جان ایک دن جانی ضرور ہے، اس سے کیا بہتر کہ ان کی راہ میں جائے اور تجربہ ہے کہ جو ان کا دامن تھام لیتا ہے، اسے اپنے سایہ میں بآرام لے جاتے ہیں، کیل کا کھٹکا نہیں ہوتا، واللہ الحمد۔

(۲) حاضری میں خاص زیارت اقدس کی نیت کرو، یہاں تک کہ امام ابن الہمام فرماتے ہیں، اس بار مسجد شریف کی بھی نیت نہ کرے۔

(۳) راستہ بھر درود و ذکر شریف میں ڈوب جاؤ۔

(۴) جب حرم مدینہ نظر آئے، بہتر کہ پیادہ ہولو، روتے سر جھکائے، آنکھیں نیچی کئے اور ہو سکے

تو ننگے پاؤں چلو بلکہ ؎

جائے سراست ایں کہ تو پامی نہی پائے نہ بینی کہ کجامی نہی

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

(۵) جب قبۂ انور پر نگاہ پڑے درود وسلام کی کثرت کرو۔

(۶) جب شہر اقدس تک پہنچو، جلال و جمال محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تصور میں غرق ہو جاؤ۔

(۷) حاضری مسجد سے پہلے تمام ضروریات جن کا لگاؤ دل بٹنے کا باعث ہو، اور نئے بہتر سرمہ اور خوشبو لگاؤ اور مشک افضل ہے۔

(۸) اب فوراً آستانۂ اقدس کی طرف نہایت خشوع وخضوع سے متوجہ ہو، رونے کا منہ بناؤ اور دل بزور رونے پر لاؤ اور اپنی سنگ دلی سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف التجا کرو۔

(۹) جب در مسجد پر حاضری ہو، صلوٰۃ وسلام عرض کر کے تھوڑا ٹھہرو جیسے سرکار سے حاضری کی اجازت مانگتے ہو، بسم اللہ کہہ کر سیدھا پاؤں پہلے رکھ کر ہمہ تن ادب ہو کر داخل ہو۔

(۱۰) اس وقت جو ادب و تعظیم فرض ہے ہر مسلمان کا دل جانتا ہے، آنکھوں، کان، زبان، ہاتھ، پاؤں، دل سب خیال غیر سے پاک کرو، مسجد اقدس کے نقش و نگار نہ دیکھو۔

(۱۱) اگر کوئی ایسا سامنے آجائے، جس سے سلام وکلام ضرور ہو تو جہاں تک ہو کترا جاؤ، ورنہ ضرورت سے زیادہ نہ بڑھو، پھر بھی دل سرکار ہی کی طرف ہو۔

(۱۲) ہرگز ہرگز مسجد اقدس میں کوئی حرف چلا کر نہ نکلے۔

(۱۳) یقین جانو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سچی حقیقی دنیاوی جسمانی حیات سے ویسے ہی زندہ ہیں جیسے وفات شریف سے پہلے تھے، ان کی اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی موت صرف وعدۂ خدا کی تصدیق کو ایک آن کے لئے تھی، ان کا انتقال صرف نظر عوام سے چھپ جانا ہے۔

امام محمد بن حاج مکی مدخل اور امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ میں اور ائمۂ دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فرماتے ہیں: لا فرق بين موته وحياته صلى الله تعالىٰ عليه وسلم في مشاهدته لامته ومعرفته بأحوالهم ونياتهم وعزائمهم و خواطرهم وذلك عنده جلي لا خفائفه۔

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات ووفات میں اس بات میں کچھ فرق نہیں کہ وہ اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں اور ان کی حالتوں اور ان کی نیتوں، ان کے ارادوں، ان کے دلوں کے خیالوں کو پہچانتے ہیں اور یہ سب حضور پر ایسا روشن ہے جس میں اصلاً پوشیدگی نہیں۔
امام رحمۃ اللہ تلمیذ امام محقق ابن الہمام مسلک متوسط اور اعلی قاری مکی اس کی شرح مسلک متقسط میں فرماتے ہیں: انه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم عالم (بحضورك وقیامك وسلامك) أي بجمیع احوالك وافعالك وار تحالك ومقامك۔
ترجمہ: بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تیری حاضری اور تیرے کھڑے ہونے اور تیرے سلام بلکہ تیرے تمام افعال واحوال وکوچ ومقام سے آگاہ ہیں۔
(۱۴) اب اگر جماعت قائم ہو شریک ہو جاؤ کہ اس میں تحیۃ المسجد بھی ادا ہو جائے گی ورنہ اگر غلبۂ شوق مہلت دے اور اس وقت کراہت نہ ہو تو دو رکعت تحیۃ المسجد وشکرانۂ حاضری دربار اقدس صرف قل یا قل سے بہت ہلکی مگر رعایت سنت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کی جگہ جہاں اب وسط مسجد کریم میں محراب بنی ہے اور وہاں نہ ملے تو جہاں تک ہو سکے اس کے نزدیک ادا کرو اور دعا کرو کہ الٰہی اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ادب اور ان کا اپنا قبول نصیب کر، آمین۔
(۱۵) اب کمال ادب میں ڈوبے ہوئے گردن جھکائے، آنکھیں نیچی کئے، لرزتے، کانپتے، گناہوں کی ندامت سے پسینہ پسینہ ہوتے، حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عفو وکرم کی امید رکھتے حضور والا کی پائیں یعنی مشرق کی طرف سے مواجہہ عالیہ میں حاضر ہو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مزار انور میں روبقبلہ جلوہ فرما ہیں، اس سمت سے حاضر ہو، کہ حضور کی نگاہ بیکس پناہ تمہاری طرف ہوگی اور یہ بات تمہارے لئے دونوں جہان میں کافی ہے، والحمد للہ۔
(۱۶) اب کمال ادب وہیبت وخوف وامید کے ساتھ زیر قندیل اس چاندی کی کیل کے جو حجرۂ مطہرہ کی جنوبی دیوار میں چہرۂ انور کے مقابل لگی، کم از کم چار ہاتھ کے فاصلے سے قبلہ کو پیٹھ اور مزار انور کو منہ کر کے نماز کی طرح ہاتھ باندھے کھڑے ہو، لباب وشرح لباب واختیار شرح مختار فتاوائے علم گیری وغیرہا معتمد کتابوں میں اس ادب کی تصریح فرمائی کہ یقف کمافی الصلوٰۃ حضور کے سامنے ایسا کھڑا ہو

جیسا نماز میں کھڑا ہوتا ہے، یہ عبارت عالم گیری واختیار کی ہے اور لباب میں فرمایا واضعاً یمنہ علی شمالہ دست بستہ دہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر کھڑا ہو۔

(۱۷) خبردار جالی شریف کو بوسہ دینے یا ہاتھ لگانے سے بچو کہ خلاف ادب ہے بلکہ چار ہاتھ فاصلے سے زیادہ قریب نہ جاؤ، یہ ان کی رحمت کیا کم ہے کہ تم کو اپنے حضور بلایا، اپنے مواجہہ اقدس میں جگہ بخشی، ان کی نگاہ کریم اگر چہ ہر جگہ تمہاری طرف تھی، اب خصوصیت اور اس درجہ قربت کے ساتھ ہے، والحمدللہ۔

(۱۸) الحمدللہ اب کہ دل کی طرح تمہارا منہ بھی اس پاک جالی کی طرف ہے جو اللہ عزوجل کے محبوب عظیم الشان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آرام گاہ ہے، نہایت ادب ووقار کے ساتھ باآواز حزیں وصورت دردآگیں ودل شرمناک وجگر چاک چاک معتدل آواز سے نہ بلند وسخت (کہ ان کے حضور آواز بلند سے عمل اکارت ہوجاتے ہیں) نہ نہایت نرم وپست (کہ سنت کے خلاف ہے اگر چہ وہ تمہارے دلوں کے خطروں تک سے آگاہ ہیں جیسا کہ ابھی تصریحات ائمہ سے گزرا) مجرا وتسلیم بجالاؤ اور عرض کرو: السلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبركاته، السلام علیك یارسول الله، السلام علیك یاخیرخلق الله، السلام علیك یاشفیع المذنبین، السلام علیك وعلیٰ آلك واصحابك وامتك اجمعین۔

(۱۹) جہاں تک ممکن ہو اور زبان یاری دے اور ملال وکسل نہ ہو صلوٰۃ وسلام کی کثرت کرو، حضور سے اپنے لئے اور اپنے ماں باپ، پیر، استاد، اولاد، عزیزوں، دوستوں اور سب مسلمانوں کے لئے شفاعت مانگو، بار بار عرض کرو: اسئلك الشفاعة یارسول الله۔

(۲۰) پھر اگر کسی نے عرض کی وصیت کی بجالاؤ، شرعاً اس کا حکم ہے اور یہ فقیر ذلیل ان مسلمانوں کی جو اس رسالہ کو دیکھیں، وصیت کرتا ہے کہ جب انھیں حاضری بارگاہ نصیب ہو، فقیر کی زندگی میں یا بعد کم از کم تین بار مواجہہ اقدس میں ضرور یہ الفاظ عرض کرکے اس نالائق ننگ خلائق پر احسان فرمائیں، اللہ ان کو دونوں جہاں میں جزا بخشے، آمین: الصلوٰة والسلام علیك یارسول الله وعلیٰ آلك وذویك فی كل آن ولحظة عدد كل ذرة الف الف مرة من عبیدك احمد رضا ابن نقی علی یسئلك الشفاعة فاشفع له وللمسلمین۔

(۲۱) پھر اپنے دہنے ہاتھ یعنی مشرق کی طرف ہاتھ بھر ہٹ کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرۂ نورانی کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کرو: السلام علیك یاخلیفة رسول اللہ ،السلام علیك یا صاحب رسول اللہ فی الغار ورحمة اللہ وبرکاتہ۔

(۲۲) پھر اتنا ہی اور ہٹ کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روبرو کھڑے ہو کر عرض کرو:
السلام علیك یاامیر المؤمنین والسلام علیك یامتمم الاربعین، السلام علیك یاعز الاسلام والمسلمین ورحمة اللہ وبرکاتہ۔

(۲۳) پھر بالشت بھر مغرب کی جانب پلٹو اور صدیق وفاروق کے درمیان کھڑے ہو کر عرض کرو:
السلام علیکما یاخیفتی رسول اللہ ،السلام علیکما یا وزیری رسول اللہ، السلام علیکما یاضجیع رسول اللہ و رحمة اللہ وبرکاتہ . أسئلکما الشفاعة عند رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیماوبارك وسلّم۔

(۲۴) یہ سب حاضریاں محل اجابت ہیں، دعامیں کوشش کرو، دعائے جامع کرو، درود پر قناعت بہتر۔

(۲۵) پھر منبر اطہر کے قریب دعا مانگو۔

(۲۶) پھر روضۂ جنت میں (یعنی جو جگہ منبر وحجرۂ منورہ کے درمیان ہے اور اسے حدیث میں جنت کی کیاری فرمایا) آ کر دو رکعت نفل غیر مکروہ وقت میں پڑھ کر دعا کرو۔

(۲۷) یونہی مسجد شریف کے ہر ستونوں کے پاس نماز پڑھو اور دعا مانگو کہ محل برکات ہیں خصوصاً بعض میں خاص خصوصیت۔

(۲۸) جب تک مدینہ طیبہ کی حاضری نصیب ہو ایک سانس (بھی) بیکار نہ جانے دو، ضروریات کے سوا اکثر وقت مسجد شریف میں باطہارت حاضر رہو، نماز وتلاوت ،درود میں گزارو، دنیا کی بات کسی مسجد میں نہیں چاہئے نہ کہ یہاں۔

(۲۹) ہمیشہ ہر مسجد میں جاتے اعتکاف کی نیت کرلو، یہاں تمہاری یاد دہانی ہی کو دروازے سے بڑھتے ہی یہ کتبہ ملے گا: نویت سنة الاعتکاف۔

(۳۰) مدینہ طیبہ میں روزہ نصیب ہو خصوصاً گرمی میں تو کیا کہنا کہ اس پر وعدۂ شفاعت ہے۔

(۳۱) یہاں ہر نیکی ایک کی پچاس لکھی جاتی ہے، لہٰذا عبادت میں زیادہ کوشش کرو، کھانے پینے کی کمی ضرور کرو۔'' [فتاویٰ رضویہ قدیم، جلد چہارم، ص ۲۳ ؍ تا ۲۰ ۷]

روضۂ انور کی نقل یا تصویر کے تعلق سے اپنی عقیدت ومحبت کا اظہار یوں فرماتے ہیں:

''روضۂ منورہ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نقل صحیح بلاشبہ معظمات دینیہ سے ہے، اس کی تعظیم وتکریم بروجہ شرعی ہر مسلمان صحیح الایمان کا مقتضائے ایمان ہے، ع

اے گل بتو خرسندم تو بوئے کسے داری

اس کی زیارت بآداب شریعت اوراس وقت درودشریف کی کثرت ہر مومن کی شہادت قلب و بداہت عقل سے مستحب ومطلوب ہے۔'' [فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۱۷ ؍ ص ۲۳۱]

ایک مقام پر حضرت علامہ تاج الدین فاکہانی علیہ الرحمۃ الربانی کے حوالے سے یوں رقم طراز ہیں:

''روضۂ مبارک سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نقل میں ایک فائدہ یہ ہے کہ جسے اصل روضۂ اقدس کی زیارت نہ ملے، وہ اس کی زیارت کرے اور شوق دل کے ساتھ اسے بوسہ دے کہ یہ نقل اسی اصل کے قائم مقام ہے، جیسے نعل مبارک کا نقشہ منافع وخواص میں یقیناً خود اس کا قائم مقام ہے، جس پر صحیح تجربہ گواہ ہے، ولہٰذا علمائے دین نے اس کی نقل کا اعزاز واکرام وہی رکھا جو اصل کا رکھتے ہیں۔'' [فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۱۷ ؍ ص ۲۳۱]

نعلین مقدس کے متعلق ابن عساکر کے حوالے سے ایک عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی واردات قلب بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''اے فانی کی یاد کرنے والے! ان چیزوں کی یاد چھوڑ اور تبرکات شریفہ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خاک بوسی کر! زہے نصیب اگر تجھے اس تصویر نعل مبارک کا بوسہ ملے، اپنا خسارہ (رخسار) اس پر رکھ اور اس کی خاک پر اپنا چہرہ مل، اے نعل مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصویر! تیری عزت وشرف بلند پر میری جان قربان، تجھے دیکھ کر آنکھیں ایسی بہ نکلیں کہ اب تھمنا بہت دور ہے، تجھے دیکھ کر انھیں مدینے کی وادی عقیق میں مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفتار یاد آ گئی، لہٰذا اب اپنے اشک رواں کے سرخ سرخ عقیق نچھاور کر رہے ہیں، اے تصویر نعل مبارک! تو نے مجھے وہ قدم پاک یاد دلا دیا جس کے لئے بلندی وجود واحسان وفضل قدیم سے ہیں، اگر میر خسارہ (رخسار)

تراش کر اس قدم پاک کے لئے کفش بناتے تو دل کی تمنا برآتی یا میری آنکھ ان کی کفش مبارک کے لئے زمین ہوتی تو اس زمین ہونے سے عزت کا آسمان بن جاتی، ؏ جزاك الله خيرا يا ابا اليمين۔'' [فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۱۷ص ۲۵۴]

نعل مقدس سے متعلق ایک اور عاشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلبی تأثرات کو اپنے لفظوں میں بیان فرماتے ہیں:

''اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصویر نعل پاک کو میں دوست رکھتا ہوں اور رات دن اسے بوسہ دیتا ہوں، اپنے سر اور اپنے منہ پر رکھتا اور کبھی چومتا اور کبھی سینے سے لگاتا ہوں، میں اپنے دھیان اسے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پائے اقدس میں تصور کرتا ہوں تو شدت صدق تصور گویا اپنی آنکھوں سے جاگتے ہوئے دیکھتا ہوں، اس نقشہ پاک کو اپنے رخسار پر رکھ کر جنبش دیتا ہوں اور یہ خیال کرتا ہوں کہ گویا وہ اسے پہنے ہوئے میرے رخسار پر چل رہے ہیں، آہ! کون ایسی صورت کر دے کہ وہ پائے مبارک جو ستارگان آسمان ہشتم کے سروں پر بلند ہوئے، ان کی کفش مبارک چلنے میں میرے رخسار پر پڑے، میں نقشہ مبارک کو اپنے سینے پر دل کا تعویذ بنا کر رکھوں گا، شاید دل کی آگ ٹھنڈی ہو، میں اسے سر پر آنکھوں کا تعویذ بنا کر باندھوں گا، شاید بہتی پلکیں رکیں، سن لو! تصویر کفش مقدس پر میرا باپ نثار! کیا اچھا ہے اسے بنانے والا اور جو اس کی خدمت کرے پاک ہو جائے، ماہ نو کی تمنا ہے کاش آسمان سے اتر کر اس نقشہ مبارک کے بوسے میں ہم اور وہ باہم مزاحمت کریں، اللہ عزوجل کا سلام اترے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جب تک باد صبا چلے اور جب تک درخت اراک کی ڈالیوں پر کبوتر گونجیں، اللھم صل وسلم وبارک علیہ وعلی آلہ وامتہ ابدا، آمین۔''

[فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۱۷ص ۲۵۵]

قارئین کرام فتاویٰ رضویہ کا کوئی ایسا گوشہ نہیں پائیں گے جہاں امام عشق ومحبت شرعی احکام کو عشق ومحبت کی خوشبو میں بسائے نظر نہ آتے ہوں، بلاشبہ فتاویٰ رضویہ احکام شرعیہ کے ساتھ محبت رسول ﷺ کی خیرات کا منبع ومصدر ہے، مولائے کریم امام اہل سنت کی مرقدِ انور کو تا حشر عاشقانِ رسول ﷺ کا مرجع بنائے رکھے، آمین۔

☆☆☆

حضور ﷺ عبدیت ورسالت میں اوّل بھی ہیں اور آخر بھی

مولانا آصف جمیل امجدی، گونڈہ، یوپی

=======================

انسان کی پیدائش اور دنیا کے وجود میں آنے سے پہلے اللہ تعالی نے پیغمبروں کی ارواح سے حضور ﷺ کی اطاعت اور نصرت کا وعدہ لیا تھا اور عہد و پیماں باندھا تھا۔ ظاہر ہے یہ عہد ہر نبی کو یاد تھا اور انہوں نے اپنے امتیوں کو بتایا تھا اس لئے ہر نبی نے آپ کا ذکر کیا اور ہر امت میں آنے والے بزرگوں نے آپ کا ذکر کیا اس سلسلے میں تاریخ سے ایک انوکھا واقعہ پیش کرتا ہوں، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضور ﷺ عبدیت ورسالت میں اول بھی ہیں اور آخر بھی۔

یہ واقعہ عہد شاہجہانی کے ایک مورخ ''شیخ فرید بھکری'' نے اپنی کتاب ''ذخیرۃ الخوانین'' میں پیش کیا ہے۔ یہ واقعہ 1060ھ مطابق 1649ء کا ہے۔ اس کے راوی گورنر لاہور قلیج خان کے عابد وزاہد برادرزادہ محمد سعید نے جون پور کے تھانیدار نواب سبکتگین سے بیان کیا ہے جو ان کا چشم دید ہے یہاں ان کے بیان کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔

(شیخ فرید بھکری: ذخیرۃ الخوانین، مطبوعہ کراچی)

علاقہ جون پور قلیج خاں کی جاگیر میں تھا 1060ھ بمطابق 1649ء میں انہوں نے یہاں ایک عالی شان عمارت بنانا چاہی کام شروع کر دیا گیا، کھودتے کھودتے زمین میں گنبد کا کلس نمودار ہوا کام اس لئے روک دیا گیا کہ شاید یہاں کوئی بڑا خزانہ ہے، قلیج محمد خاں کو اطلاع دی گئی متعلقہ افسران کے ساتھ وہ بھی آگئے اور یہاں دس روز قیام کیا ان کی موجودگی میں پھر کھدائی شروع ہوئی پورا گنبد نکل آیا مٹی صاف کی گئی تو لوہے کا بڑا دروازہ نظر آیا جس میں ایک وزنی قفل لگا ہوا تھا۔ قفل توڑا گیا اور دروازہ کھولا گیا۔ قلیج محمد خاں جون پور کے اکابرین کے ساتھ گنبد میں داخل ہوئے، کیا

دیکھتے ہیں گنبد کے بیچوں بیچ ایک بلند قامت مگر کمزور وناتواں بزرگ، جن کی داڑھی اور بھویں بلکل سفید مثل سَن ہو چکی تھیں۔مگر ہڈیوں کی مالا معلوم ہوتے تھے، جوگیوں کی طرح آسن مارے اور سر جھکائے بیٹھے ہیں۔دروازے کی کھڑکھڑاہٹ اور ہجوم کی بھنبھناہٹ سے اس طرح سر اٹھایا جیسے گہری نیند سے جاگے ہوں۔ہجوم کو دیکھ کر بزرگ نے چند چونکا دینے والے سوالات کئے۔جن کا تعلق زمانہ ماقبل تاریخ سے معلوم ہوتا ہے یہ سوالات وجوابات آپ بھی سنیں۔

سوال: اوتار رام چندر آ گیا؟

جواب: ہاں آ گیا۔

سوال: سیتا جس کو راون لے بھاگا تھا رام چندر کے ہاتھ آ گئی؟

جواب: جی ہاں۔آ گئی۔

سوال: اوتار سری کرشن متھرا میں ظاہر ہو گیا؟

جواب: چار ہزار برس گزرے وہ آیا بھی اور گزر بھی گیا۔

سوال: حضرت محمد ﷺ خاتم النبین عرب میں مبعوث ہو گئے؟

جواب: ہزار سال گزر چکے ہیں کہ آپ تمام مذاہب کو منسوخ فرما کر دین مطہر نبوی کو رواج دے کر اس دنیا سے تشریف لے گئے۔

سوال: گنگا کا پانی چل رہا ہے؟

جواب: ایک عالم کے لئے عزت بخش ہے۔

بزرگ اچھا! مجھے باہر نکالو''

چنانچہ ان بزرگ کو باہر نکال کر خیمہ میں رکھا گیا اور وہ دین فطرت اسلام کے مطابق نماز ادا کرتے رہے اور عبادت وریاضت میں مشغول رہے۔یہ بزرگ انسانوں کی طرح کھاتے پیتے اور سوتے جاگتے تھے۔چھ ماہ بعد ان کا انتقال ہو گیا اور تجہیز وتکفین کے بعد ان کو سپرد خاک کر دیا گیا۔

ان بزرگ کے سوالات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہزاروں سال سے اس گنبد میں مقیم تھے خود گنبد کا تہہ بہ تہ مٹی میں دھنس جانا بھی اس کی تصدیق کرتا ہے کہ اس کو بنے ہوئے۔ مدت ہو چکی تھی اور ایک زمانہ گزر چکا تھا۔ اس تاریخی واقعے کا راوی کہتا ہے کہ مرزا سعید کا کہنا ہے کہ اس نے یہ سب کچھ اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھا ہے اور راوی یعنی مورخ کہتا ہے کہ مرزا سعید ایسا سچا انسان ہے جس کی بات کو جھوٹا کہنا میرے نزدیک گناہ کبیرہ ہے۔

(دین فطرت ص 49)

ڈاکٹر اقبالؔ نے سچ کہا تھا ؎

عقل بے مایہ امامت کی سزاوار نہیں
رہبر ہو ظن و تخمیں تو زبوں کار حیات

بولتا جہل ہے بدنام خرد ہوتی ہے

جاہل خطیبوں نے جماعتِ اہل سنت کا بیڑا غرق کر رکھا ہے۔ جہالت اور بکواسیں وہ کرتے ہیں اور بدنامی پوری جماعت کی ہوتی ہے۔ ایک خطیب کا کلپ دیکھا جس میں وہ ذکر کر رہے ہیں کہ امام اہل سنت اعلی حضرت علیہ الرحمہ نے 8 سال کی عمر میں ''ہدایۃ النحو'' کی شرح لکھ دی تھی۔ بات صحیح ہے۔ مگر ساتھ ہی وہ کہہ رہے ہیں کہ: ''فقہ کی مشکل ترین کتاب ہدایۃ النحو''!!

بیچارے کو اتنی تمیز بھی نہیں کہ ''ہدایۃ النحو'' نام ہی سے کم سے کم یہ اندازہ لگالیں کہ یہ کس فن کی کتاب ہے۔!!

(مولانا نثار احمد مصباحی فیس بک وال سے....)

مفتی اعظم مصر شیخ علی جمعہ مصری کا اہم فتویٰ بابت

محافل میلاد کا انعقاد

مفتی اعظم مصر شیخ علی جمعہ مصری،/مترجم: مفتی محمد عرفان رضا مصباحی، مالیگاؤں

سوال: ملت اسلامیہ ہر سال میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محفل منعقد کرتی ہے۔ اور ہم کچھ لوگوں کو دیکھتے ہیں جو اس پر اعتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ بدعت ہے۔ اس کی حقیقت کیا ہے؟

جواب: میلاد النبی شریف مکمل تاریخِ انسان کی طرف نسبت کرتے ہوئے رحمت الٰہی کو سامنے لانے والی ہے۔ قرآن کریم نے وجود نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ''رحمۃ للعالمین'' سے تعبیر کیا۔ یہ رحمت محدود نہیں ہے۔ بلکہ یہ تربیت انسانی، ان کے تزکیہ نفس، ان کی تعلیم، اور صراط مستقیم کی طرف ہدایت اور ان کی ظاہری و باطنی زندگی کی بلندی کی طرف رہنمائی پر مشتمل ہے۔ جیسا کہ یہ رحمت صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری زمانے والوں پر ہی محدود نہیں بلکہ مکمل تاریخ پر یہ چھائی ہوئی ہے جیسا کہ قرآن میں آیا ہے:

وآخرين منهم لمّا يلحقوا بهم (۱)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد پاک کے ذکر کی محفل سجانا سب سے افضل عمل اور عظیم قرب الٰہی کا ذریعہ ہے۔ اس لیے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت اور ان کے لیے خوشی کو بیان کرنا ہے، اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت ایمان کی اصل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ۔

قسم اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ تم میں سے کوئی اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے والدین اور اولاد سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں (۲)

اور دوسری حدیث میں مروی ہے: وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبُّ اِلَیْہِ مِنْ وَلَدِہٖ وَوَالِدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔

تم میں سے کوئی اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے والدین، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔ (۳)

ابن رجب نے کہا: محبت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اصول ایمان میں سے ہے۔ اور یہ اللہ عزوجل کی محبت سے متصل ہے۔ اللہ عزوجل نے اسے اپنے ساتھ مقترن کیا ہے۔ اور ان لوگوں کو وعید سنائی ہے جو ان دونوں محبتوں پر کسی دوسری محبت کو مقدم کرے، جنہیں طبیعتیں محبوب رکھتی ہیں جیسے قرابت دار، مال، وطن، وغیرہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

قُلْ اِنْ کَانَ آبَاؤُکُمْ وَ اَبْنَاؤُکُمْ وَاِخْوَانُکُم ...الخ (۴)

ترجمہ: تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کا مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا آپ میرے نزدیک سوائے میری جان کے ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر نہیں، جب تک میں تمہارے نزدیک تمہاری جان سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔ تو حضرت عمر نے عرض کیا:

وَاللّٰہِ اَنْتَ الْآنَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِیْ، قَالَ اَلْآنَ یَا عُمَرُ۔

بخدا! اب آپ میرے نزدیک میری جان سے زیادہ محبوب ہیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا: اب اے عمر! (تم مومن کامل ہو) (۵)

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس منعقد کرنا، یہ اس کی عزت کرنا ہے۔ اور اس میں سبقت کرنا ایسا

امر ہے جس کی مشروعیت قطعی ہے۔ اس لیے کہ وہ اصول دین کی اصل ہے اور اس کا بنیادی ستون ہے، بے شک اپنے نبی کی قدر و منزلت خدا ہی جانتا ہے۔ تو اللہ رب العزت نے تمام، موجودات کو اپنے محبوب کے نام اور ان کی دنیا میں تشریف لانے اور ان کے مقام و مرتبے کی معرفت دی تو تمام عالم ہیشگی کی مسرت میں مشغول ہے۔ اور مکمل طور پر خوش ہے اللہ کے نور سے اور اسکی عطا سے اور اس کی نعمت سے جو اس نے تمام عالم پر فرمائی اور اس کی حجت و دلیل سے۔ حقیقت میں ہمارے اسلاف صالحین نے میلاد النبی ﷺ کی مجالس چوتھی اور پانچوی صدی سے ہی منعقد کی ہے۔ حضور ﷺ کی پیدائش کی شب کو مختلف قسم کی تقریبات کے ذریعہ زندہ رکھا۔ مثلاً: کھانا کھلانا، اور تلاوت قرآن، ذکرواذکار قصائد و نعتیہ اشعار رسول اکرم ﷺ کی شان میں پڑھنا وغیرہ۔ جیسا کہ اس بات کی متعدد مورخین مثلاً: حافظ ابن حجر ابن جوزی، ابن کثیر، حافظ ابن دحیہ اندلسی اور خاتمۃ الحفاظ جلال الدین سیوطی رحمہم اللہ تعالیٰ نے صراحت کی ہے۔

علما اور فقہا کی ایک جماعت نے میلاد النبی ﷺ کے اذکار کی محفل کے مستحب ہونے کے سلسلے میں کتابیں تالیف کی ہیں۔ اور اس عمل کے مستحب ہونے پر دلائل صحیحہ کو بیان فرمایا ہے۔ اس طور پر کہ جسے ذرا بھی عقل و سمجھ اور صحیح فکر ہوا اسے جس راہ پر ہمارے سلف صالحین چلے یعنی میلاد النبی ﷺ کے ذکر کی مجلس سجانا وغیرہ کے انکار کی گنجائش باقی نہیں رہے گی۔ ابن الحاج نے مدخل کتاب میں اس مجلس پاک کے متعلقہ فضائل کے ذکر میں طویل کلام کیا ہے۔ اور اس سلسلے میں ایسا مفید کلام فرمایا جو مومنین کے لیے شرح صدور کرتا ہے۔ یہ بھی جان لیجیے کہ ابن الحاج نے اپنی کتاب مدخل کو ان نو پید بدعتوں کی مذمت میں لکھا ہے جن پر کوئی دلیل شرعی نہیں پائی جاتی۔

خاتمۃ الحفاظ جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب ''حسن المقصد فی عمل المولد'' میں اس سوال کے سلسلے میں جو انھیں پیش کیا گیا کہ ربیع الاول کے مہینے میں میلاد النبی کے عمل کا شریعت کے اعتبار سے حکم کیا ہے؟ اور کیا وہ قابل تعریف ہے، یا مذمت کے لائق؟ اور کیا اس کے کرنے والے کو

ثواب ملے گا؟ فرمایا میرے نزدیک اس کا جواب یہ ہے کہ میلادالنبی کے عمل کی اصل لوگوں کا جمع ہونا ہے۔ اور جتنا ہو سکے اتنی قرآن کی تلاوت کرنا، ابتدائی احکام نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سلسلے میں وارد خبروں کو بیان کرنا، اور جو میلادالنبی ﷺ کے وقت میں نشانیاں (آیات) پیش آئیں انھیں بیان کرنا، پھر ان کے لیے دسترخوان بچھانا کہ وہ اس پر کھائیں۔ اور ان افعال پر زیادتی کیے بغیر لوٹ جائیں یہ وہ بدعت حسنہ ہے جسے کرنے والے کو اس پر ثواب دیا جائے گا۔ اس وجہ سے کہ اس میں نبی ﷺ کی قدر و منزلت کی تعظیم کرنا ہے۔ خوشی کا اظہار کرنا ہے۔ میلاد شریف پر ایک دوسرے کو مبارک باد دینا ہے۔ امام جلال الدین سیوطی نے اس کا رد فرمایا ہے جس نے کہا: ''میں میلاد کے لیے قرآن و حدیث میں کوئی اصل نہیں جانتا۔'' اپنے اس قول سے ''علم کے نہ ہونے سے وجود کی نفی نہیں لازم آتی۔'' یہ بیان کرتے ہوئے کہ امام الحفاظ ابوالفضل ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حدیث پاک سے اس کی اصل کی تخریج فرمائی ہے۔ اور اس کے لیے امام سیوطی نے ایک دوسری واضح اصل کا استخراج فرمایا کہ بدعت مذمومہ وہ ہے کہ جس کی مدح میں کوئی دلیل شرعی نہ ہو لیکن جس کی مدح میں دلیل شرعی ہو تو مذموم نہیں ہے۔ بیہقی نے امام شافعی سے روایت کیا فرمایا نو پیدا امور کی دو قسمیں ہیں۔

پہلی قسم ایسا نو پیدا امر جو کتاب و سنت اور اثر و اجماع کے مخالف ہو تو یہی بدعت ضلالت ہے۔

اور دوسری قسم جو خیر والا نو پیدا امر ہو جس میں ان میں سے کسی کی مخالفت نہ پائی جائے اور یہ بدعت مذموم نہیں۔ اسی لیے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رمضان المبارک میں تراویح کے سلسلے میں فرمایا: ''نِعْمَ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ۔ کیا ہی اچھی بدعت ہے'' یعنی یہ نو پید ہے، پہلے نہیں تھی، جب ایسی بات ہے تو اس میں ہماری گذشتہ بات کا رد نہیں۔ (۶)

امام سیوطی نے فرمایا:

''میلادالنبی کے معمول میں قرآن و حدیث اثر و اجماع میں سے کسی کی مخالفت نہیں ہے۔

تو یہ مذموم نہیں جیسا کہ امام شافعی کی عبارت میں ہے۔ یہ وہ پسندیدہ چیز ہے۔ جو عصر اول میں نہیں پائی گئی کیوں کہ کھانا کھلانا جو گناہوں کے ارتکاب سے خالی ہو: احسان ہے تو یہ بدعت مستحبہ کی اجازت ہے۔ اس کو بدعت مستحبہ سے سلطان العلما العز بن عبد السلام نے تعبیر فرمایا ہے۔

میلاد النبی کی علامت کے اظہار کے لیے اجتماع کی اصل مستحب اور قربت الٰہی کا ذریعہ ہے۔ اس لیے کہ میلاد مصطفی ہم پر عظیم نعمت ہے۔ اور شریعت نعمت کے شکریہ کے اظہار پر ابھارتی ہے۔ یہی وہ چیز ہے جسے ابن الحاج نے اپنی کتاب مدخل میں ترجیح دی ہے جیسا کہ فرمایا:

اس لیے کہ اس مہینے میں اللہ عزوجل نے سید الاولین والآخرین کے ذریعے ہم پر احسان فرمایا تو واجب وضروری ہے کہ اس مہینے میں عبادات و نیک کاموں اور شکر الٰہی میں زیادتی کرنا چاہیے اس بات پر کہ اس مہینے میں عظیم نعمت کے ذریعے ہم پر مہربانی کی۔ میلاد النبی کے عمل کے سلسلے میں وہ اصل جس کی تخریج حافظ ابن حجر نے کی ہے۔ وہ صحیحین میں ثابت ہے:

''کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو یہودیوں کو عاشورہ کے دن روزہ رکھتے ہوئے پایا۔ تو ان سے دریافت فرمایا۔ تو انہوں نے کہا: یہ وہ دن ہے جس میں اللہ نے فرعون کو غرق فرمایا تھا اور موسیٰ علیہ السلام کو نجات عطا کی تو ہم شکرِ الٰہی کے لیے اس دن روزہ رکھتے ہیں۔''

حافظ ابن حجر نے فرمایا: ''اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ شکر الٰہی بجالایا جائے اُس بات پر کہ کسی خاص دن میں اللہ تعالیٰ نے کسی نعمت کا احسان فرمایا یا کسی تکلیف کو دور فرمایا اور ہر سال اس دن کی مثل کو دہرایا جائے گا۔ اور شکر مختلف عبادات جیسے کہ سجود، روزے، صدقہ، تلاوت کے ذریعے ادا کیا جاتا ہے۔ اور اس دن میں نبی رحمت سے بڑھ کر اور کون سی نعمت ہوسکتی ہے؟

حافظ ابن حجر نے اس مجلس پاک کے اظہار کی تاکید فرماتے ہوئے کہا: ''تو مناسب ہے کہ اس مجلس پاک میں اسی پر اکتفا کیا جائے شکر الٰہی جن چیزوں سے مفہوم ہوتی ہے جس کو ہم نے ذکر کیا تلاوت، کھانا کھلانا، نعت نبی اور مذہبی اشعار گنگنانا جو دلوں کو عمل خیر کی تحریک دیں اور آخرت کے

افعال کی اور جو مباح چیزیں ہوں اس طور پر کہ خوشی اس دن میں اس کا تقاضہ کرے تو اس کے شامل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

امام جلال الدین سیوطی نے امام القراء حافظ شمس الدین ابن الجزر کی کتاب ''عرف التعریف بالمولد الشریف'' سے ان کا قول نقل کیا ہے۔ مروی ہے کہ ابولہب سے ہر پیر کی رات جہنم کے عذاب کی تخفیف کی جاتی ہے اس کے اپنی باندی ثویبہ کے آزاد کر دینے کی وجہ سے جب اس نے نبی ﷺ کی ولادت کی خبر سنی تھی۔ تو جب ابولہب جیسے کافر جس کی مذمت میں سورۃ نازل ہوئی اس کا یہ حال ہے کہ میلاد النبی ﷺ کی رات کی مسرت میں جہنم کے عذاب میں تخفیف کی جاتی ہے۔ تو اس موحد مسلمان کا کیا حال ہوگا جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا امتی ہے۔ آپ ﷺ کی میلاد پر خوش ہوتا ہے اور حضور ﷺ کی محبت میں اپنی قدرت کے مطابق اپنا مال خرچ کرتا ہے۔ میری زندگی کی قسم ضرور اللہ رب العزت کی جانب سے اس کا بدلہ یہ ہوگا کہ وہ اپنے فضل سے اسے جنت نعیم میں داخل فرمائے گا۔

حافظ شمس الدین دمشقی نے اپنی کتاب موسوم بنام ''مورد الصاوی فی مولد الہادی'' میں ان اشعار کو تحریر فرمایا۔

اذا کان ھذا کافرا جأ ذمه   وتبت یداہ فی الجحیم مخلدا

ترجمہ: جب یہ ایسا کافر تھا کہ اس کی مذمت میں سورہ تبت یداہ اُتری۔ وہ برباد ہوا اور ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔

اتی انه فی یوم الاثنین دائما   یخفف عنه للسرور باحمدا

ترجمہ: باوجود اس کے حضور کی خوشی منانے کے سبب ہر پیر کو اس پر عذاب کی تخفیف ہوتی ہے۔

فما الظن بالعبد الذی کان عمرہ   باحمد مسرورا ومات موحدا

ترجمہ: تو اس غلام کے تعلق سے کیا گمان ہوگا جس کی عمر حضور کی خوشی میں گزری اور وہ موحد مرا۔

(ص ۵۔ ۱۵)

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پاک **وذکرھم بایام اللہ** (۷) کے عموم کی وجہ سے آیت سے بھی استدلال ممکن ہے۔تو اس میں کوئی شک نہیں کہ میلاد النبی ﷺ ایام اللہ میں سے ہے۔تو اس میلاد پاک کی مجلس سجانا حکمِ الٰہی کے مطابق ہی ہوگا۔اور جو اس طرح کا کام ہو وہ بدعت نہیں ہو سکتا، بلکہ وہ سنت حسنہ ہوگا اگر چہ حضور ﷺ کے زمانے میں نہ ہو۔

ہم میلاد النبی کی مجلس سجاتے ہیں اس لیے کہ ہم ان سے محبت کرتے ہیں کیوں کر محبت نہ کریں جب کہ ساری کائنات آپ کو جانتی اور آپ سے محبت کرتی ہے۔وہ درخت کا تنہ جو جماد ہوتے ہوئے بھی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت اور تعلق خاطر رکھتا تھا۔اور آپ کی قربت پاک کا مشتاق تھا بلکہ حضور ﷺ کی محبت میں بہت زیادہ رویا تھا۔یہ متواتر حدیث سے ثابت ہے۔اور اس سے حتمی طور پر علم حاصل ہوتا ہے۔اکثر صحابۂ کرام سے مروی ہے کہ جس وقت حضور ﷺ خطبہ دیتے تھے تو ایک کھجور کے گاڑے ہوئے تنے سے ٹیک لگا کر کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے۔جب آپ کا قیام طویل ہو جاتا تو آپ دستِ اقدس کو اس تنے پر رکھ دیا کرتے تھے۔جب نمازیوں کی تعداد زیادہ ہوگئی تو صحابۂ کرام نے حضور ﷺ کے لیے منبر بنایا۔تو جب حضور ﷺ جمعہ کے دن منبر پر چڑھنے کے ارادے سے حجرۂ شریفہ کے دروازے سے نکلے اور اس تنے کے پاس سے گزرے جس پر آپ خطبہ دیا کرتے تھے۔اچانک وہ تنہ تیز آواز سے چیخنے لگا۔اور دردناک آواز نکالنے لگا۔حتی کہ مسجد میں لرزہ طاری ہوگیا۔اور تنہ پھٹنے لگا۔اور خاموش نہ ہوا، یہاں تک کہ حضور ﷺ منبر سے اترے اور تنے کے پاس آئے اور اپنے دستِ اقدس کو اس پر رکھا اور اس پر پھیرا پھر اسے سینے سے چمٹا لیا تب وہ پر سکون ہوا۔پھر اسے اختیار دیا کہ وہ یا تو جنت کا ایک درخت ہو جائے کہ اس کی جڑیں جنتی نہروں سے پانی پییں یا پھر دنیا میں ایک پھل دار درخت بن کر لوٹے تو اس تنے نے جنت کا درخت ہونے کو چنا تو حضور ﷺ نے فرمایا ان شاء اللہ میں کروں گا۔ان شاء اللہ میں کروں گا۔تو وہ تنہ پر سکون ہوگیا۔پھر حضور ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔اگر میں اسے

نہ چمٹالیتا تو قیامت تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں چیختا رہتا۔(۸)

ماسبق میں مذکور ابن حجر، ابن جوزی، سیوطی وغیرہ ائمہ کے اقوال سے ظاہر ہوگیا کہ پانچویں صدی ھجری میں امتِ مسلمہ کا یہی طریقہ تھا۔ اور ہم بھی علما اور امت مسلمہ کی موافقت میں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس کو مستحب مانتے ہیں اور یہ کہ مجلس مذکورہ طریقوں تلاوت قرآن، ذکرواذکار، کھانا کھلانا وغیرہ اعمال کے ذریعے ہو، اور اس میں قابلِ مذمت طریقوں جیسے کہ ناچ گانا وغیرہ نہ اختیار کیا جائے اور ان لوگوں کا کوئی اعتبار نہیں جنہوں نے امتِ مسلمہ کے اجماع عملی اور ان علما کے اقوال سے ہٹ کر الگ راہ اختیار کی اور یہ مجالس نبی رحمت ہادی برحق حبیب رب العالمین پر زیادتی نہیں ہے۔

آخر میں صاحب قصیدہ بردہ کے ان اشعار کو ذکر کرتا ہوں۔ ؎

فهو الذی تم معناه وصورته ثم اصطفاه حبيبا بارئ النسم

ترجمہ: آپ کی ذات پاک ظاہری اور باطنی اعتبار سے مکمل ہے پھر باری تعالی نے آپ کو اپنا حبیب چنا ہے،

منزه عن شريك في محاسنه فجوهر الحسن فيه غير منقسم

ترجمہ: آپ محاسن واخلاق میں کسی بھی شرکت سے پاک ہیں آپ کا جوہر حسن غیر منقسم ہے۔

دع ما ادعتهُ النصارى في نبيهم واحكم بما شئت مدحا فيه واحتكم

ترجمہ: نصاری اپنے انبیا کے بارے میں جو دعویٰ کرتے ہیں۔ اسے چھوڑ کر آپ کی تعریف میں جو چاہے کہو اور اس پر جمے رہو۔

وانسب الى ذاته ما شئت من شرف وانسب الى قدره ما شئ من عظم

ترجمہ: آپ کی ذات پاک کے بارے میں جو چاہے شرف ومنزلت منسوب کرو۔ اور آپ کی قدر ومنزلت کے بارے میں جو چاہے عظمتیں منسوب کرو۔

فان فضل رسول الله ليس له حد فيعرب عنه ناطق بفم

ترجمہ: کیونکہ اللہ کے رسول کی فضیلت کی کوئی حد نہیں۔ تو عرب آپ ہی کی وجہ سے بولنے کے قابل ہوئے، واللہ تعالیٰ اعلیٰ واعلم۔

حوالہ جات: (۱) سورۃ جمعہ۔ ۳ (۲) صحیح البخاری، ج ۱ ص ۱۴، مسلم ج ۱ ص ۶۷ (۳) صحیح البخاری، ج ۱ ص ۱۴۔ (۴) سورۃ التوبۃ، ۲۴۔ (۵) صحیح البخاری، ج ۶ ص ۲۴۴۵)۔ (۶) المدخل الی السنن الکبری للبیھقی ص ۲۰۶ حسن المقصد فی عمل المولد، ص ۱۵۵، تحفۃ المحتاج ابن حجر ھیثمی، ج ۷، ص ۲۴۷۔ (۷) سورۃ ابراہیم، ۵۔ (۸) اصل حدیث کو ایک جمع غفیر نے مختلف الفاظ سے بیان کیا ہے۔ اسمیں مسند احمد، صحیح البخاری، ج ۳، ص ۱۳۱۳، سنن ترمذی، ابن ماجہ وغیرہ

[ماخوذ: ''البیان القویم'' مطبوعہ قاہرہ، از مفتی اعظم مصر شیخ علی جمعہ مصری دامت برکاتہم العالیہ، مترجم: مفتی محمد عرفان رضا مصباحی، مطبوعہ مالیگاؤں]

❁❁❁

درود و سلام اور محدث دہلوی

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (م ۱۰۵۲ھ/ ۱۶۴۲ء) فرماتے ھیں:

''اے اللہ! میرا کوئی عمل ایسا نہیں جسے تیرے دربار میں پیش کرنے کے لائق سمجھوں، میرے اعمال فسادِ نیت کا شکار ہیں، البتہ مجھ فقیر کا ایک عمل محض تیری ہی عنایت سے اس قابل ہے اور وہ یہ ہے کہ مجلس میلاد کے موقع پر کھڑے ہوکر سلام پڑھتا ہوں اور نہایت ہی عاجزی وانکساری، محبت وخلوص کے ساتھ تیرے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہوں''۔

''اے اللہ! وہ کون سا مقام ہے جہاں میلادِ پاک سے بڑھ کر تیری طرف سے خیر و برکت کا نزول ہوتا ہے؟ اس لیے اے ارحم الراحمین! مجھے پکا یقین ہے کہ میرا یہ عمل کبھی رائیگاں نہیں جائے گا بلکہ تیری بارگاہ میں قبول ہوگا اور جو کوئی درود و سلام پڑھے اور اس کے ذریعہ سے دعا کرے وہ کبھی مسترد نہیں ہوگی۔''

(شیخ عبدالحق محدث دہلوی، اخبار الاخیار (ترجمہ اردو) مطبوعہ کراچی، ص ۶۲۴)

(ترسیل پیغام: شہباز اختر رضوی، مالیگاؤں)

کیا صحابہ کرام سے محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ثبوت ملتا ہے؟

مولانا محمد حسن رضا حنفی رضوی، حیدر آباد، سندھ

محترم قارئین کرام ماہ ربیع الاول کے آتے ہی بعض لوگوں کی طرف سے یہ سوال کیا جاتا ہے کہ کیا حضور علیہ السلام کے صحابہ نے کبھی میلاد کی محفل سجائی جو تم سنی سجاتے ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد مانتے ہو تو جوابا عرض ہے کہ بالکل حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے ذکر کی محفل سجانا درود و سلام کی محفل سجانا اللہ رب العزت کے حمد و ثنا کی محفل سجانا جسے میلاد کی محفل کہا جاتا ہے گویا اس کا انعقاد کرنا صحابہ سے بھی ثابت ہے آیئے حدیث مبارکہ ملاحظہ فرمایئے:

قَالَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلَى حَلْقَةٍ يَعْنِي مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ: »مَا أَجْلَسَكُمْ؟« قَالُوا: جَلَسْنَا نَدْعُو اللّٰهَ وَنَحْمَدُهُ عَلَى مَا هَدَانَا لِدِينِهِ، وَمَنَّ عَلَيْنَا بِكَ، قَالَ: »آللّٰهُ مَا أَجْلَسَكُمْ إِلَّا ذٰلِكَ؟« قَالُوا: آللّٰهُ مَا أَجْلَسَنَا إِلَّا ذٰلِكَ، قَالَ: »أَمَا إِنِّي لَمْ أَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَكُمْ، وَإِنَّمَا أَتَانِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَخْبَرَنِي أَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُبَاهِي بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ«.

(سنن النسائی، كتاب أدب القاضی، كيف يستحلف الحاكم، رقم الحديث: 5426)

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام کے ایک حلقے میں تشریف لائے اور فرمایا: آپ کو کس نے یہاں بٹھایا؟ صحابہ کرام نے عرض کیا: ہم بیٹھے ہیں تاکہ اللہ سے مانگیں، اور اس نے جو ہمیں دین اسلام کی ہدایت دی ہے، اور آپ (کو نبی رحمت بنا کر ہم میں بھیجا اور آپ) کے ذریعے ہم پر احسان کیا تو اس پر اس کی حمد و ثنا بیان کریں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا بخدا آپ اسی وجہ سے بیٹھے ہیں؟ صحابہ کرام نے فرمایا: اللہ کی قسم! اسی بات نے ہمیں یہاں بٹھایا ہے۔ تو آپ نے فرمایا: میں نے آپ سے قسم کسی تہمت کی وجہ سے نہیں لی بلکہ میرے پاس

جبریل علیہ السلام تشریف لائے تھے اور مجھے بتایا کہ اللہ رب العزت تمہاری وجہ سے فرشتوں پر فخر فرمارہے ہیں۔ الکتاب: (صحیح مسلم حدیث نمبر 1889)

مذکورہ بالا روایت سے شارحینِ حدیث نے مختلف فوائد اخذ کیے ہیں۔ جیسے کی مسلم اور نسائی شریف کی شرح میں ہے:

أنه ينبغي للمؤمن أن يشكر الله تعالى أن هداه للإسلام، وأن جعله من أمة النبيّ -صلى الله عليه وسلم-، فإنه فخر لا فخر بعده

مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس بات پر اللہ کا شکر ادا کرے کہ اللہ نے اسے اسلام کی راہ دکھائی ہے اور یہ کہ اللہ نے اسے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی امت میں پیدا فرمایا۔ اس سے بڑھ کر قابل فخر اور کچھ نہیں۔ (شرح سنن نسائی صفحہ 378)

سو معلوم ہوا اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی حضور ﷺ کا میلاد منایا کرتے تھے۔

نوٹ: میلاد النبی ﷺ کی اصل بھی یہی ہے کے مجلس کی صورت میں اللہ تبارک وتعالی کا شکر کیا جائے آقا علیہ الصلاۃ والسلام کی سیرت بیان کی جائے اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام درود وسلام پڑھا جائے۔ اور یاد رہے کچھ جہلا کے غیر شرعی خرافات سے نہ ہی میلاد کا کوئی تعلق ہے نہ ہی اہلسنت و جماعت کا کوئی تعلق ہے اور نہ ہی میلاد کے جلوس کا کوئی تعلق ہے۔

اور یہی بات حکیم دیوبندیت اشرفعلی تھانوی دیوبندی لکھتے ہیں:

ذکرِ ولادت شریف نبوی ﷺ مثل دیگر اذکارِ خیر کے ثواب اور افضل ہے اگر بدعات اور قبائح سے خالی ہو اس سے بہتر کیا ہے البتہ؟

(امداد الفتاوی، جلد 11 کتاب البدعات)

اللہ رب العزت حق بات سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆

جشنِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور راہِ اعتدال

وسیم احمد رضوی، مالیگاؤں

اسلام ایک آفاقی مذہب ہے؛ اس کی تعلیمات بھی آفاقی ہیں۔ اسلامی تعلیمات میں حکمت و دانش کے لعل و جواہر ہیں۔ احکامِ اسلام میں حلال وحرام کو بالکل واضح کر دیا گیا ہے۔ ان کے علاوہ جو بھی ہیں اگر وہ شریعتِ اسلام سے متصادم نہیں تو ان اعمال واشغال کو مباح ٹھہرا کر جائز مانا جاتا ہے اور اگر ان سے اسلام کو کسی بھی طرح سے تقویت ملے تو انہیں ''مستحب'' کا درجہ دیا جاتا ہے۔ اسی طرح وہ نئے افعال واشغال جو اسلام کے کسی اصول سے مخالف ہوں تو انہیں اصولی طور پر ناجائز ہی مانا جاتا ہے۔ ان اصول کی تشریحات کتبِ فقہ میں مع امثال موجود ہیں جن کی تفہیم انتشار وافتراق کے دفع میں معاون ہوتی ہے۔

ماہِ ربیع الاول کی آمد آمد ہوتے ہی مسلم معاشرے میں ایک عجیب ماحول پیدا کیا جاتا ہے۔ یہ جائز ہے، یہ ناجائز ہے، اس کی یہ دلیل ہے، اس کی کیا دلیل ہے؟ کس نے کب کیا کِیا؟ آج یہ سب کیوں کیا جارہا ہے؟ وغیرہ جیسے اَن گنت اعتراضات وسوالات سوشل میڈیا اور نجی گفتگو کا مرکز ہوتے ہیں۔ ایسا لگتا ہے سال بھر اس موقع کا انتظار ہوتا ہے جب لوگوں کو حلال وحرام اور جائز وناجائز کا علم سیکھنے کا جذبہ وقتی طور پر بیدار ہوتا ہے یا کیا جاتا ہے۔ پھر جشنِ میلاد کے بعد سال بھر حلال وحرام، جائز وناجائز کی تمیز کی کسی کو فکر نہیں ہوتی۔ (الا ماشاء اللہ) اخبارات میں سیرت کے موضوع پر اکثر مضامین شائع ہوتے ہیں؛ جن میں جہاں سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف پہلوؤں کو پیش کیا جاتا ہے وہیں کچھ مقالہ نگار حضرات نہ جانے کیوں اشارے کنائے بلکہ واضح جملوں میں بھی ایسی باتیں تحریر کر جاتے ہیں جو ان کی متشدد فکر کی عکاسی کرتی ہے۔ جب کہ ایک مضمون نگار اور صحافی کو معتدل مزاج اور منصف نظر ہونا چاہیے اور کسی بھی بہترین مقالہ نگار کا بنیادی وصف یہی ہے کہ وہ جس موضوع پر لکھنا چاہے تو اس کے دونوں پہلو کو سامنے رکھ کر وہی تحریر کرے جو حق اور درست ہو۔

جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے ہر حصے میں منایا جاتا ہے۔ اور اسلامی تاریخ کے ہر

دور میں اس کی اصل موجود رہی ہے۔ اگر چہ مروجہ طریقہ مختلف ہے مگر اصل روح یعنی ذکرِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے لیے اپنی استطاعت کے مطابق اہتمام کرنے کی روایت بلاشبہہ اسلامی تاریخ و روایت کا اٹوٹ حصہ ہے۔ اور اگر بالفرض اس جشن کی کوئی اصل موجود نہ ہو تب بھی اس جشن کے اہتمام، جلوس و چراغاں، محافلِ ذکر میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد یقینا شوکتِ اسلام و عظمتِ اسلام کے اظہار کا ذریعہ ہے؛ جس سے یقینا اسلام اور مسلمانوں کو تقویت ملتی ہے۔ اگر تشدد کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان افعال پر فتوے داغے گئے تو ان سیاسی و احتجاجی ریلیوں، احتجاجی مظاہروں مذہبی شخصیات کے خلاف بھونکنے والوں کے خلاف مذمتی اقدام کے لیے کہاں اور کس منہ سے دلائل پیش کیے جائیں گے؟ حال ہی میں ہندستان ہی کے ایک بدبخت مشرک نے حضور جانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم، ان کے یارِ غار سیدنا صدیق اکبر اور مسلمانوں کی تقدس مآب روحانی ماں سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان میں گستاخیاں بکیں۔ اس کے خلاف پورے ہندستان کے مسلم سراپا احتجاج بن گئے۔ ہندستان کا کون سا شہر ہے جہاں اس کی گستاخی کے خلاف ہزاروں لاکھوں مسلمان سڑک پر نہیں نکلے؟ کون سا فرقہ ہے جس نے احتجاجی مظاہرہ نہیں کیا؟ کس مکتبِ فکر کے ذمہ دار افراد نے ان ریلیوں (جلوس) میں شرکت نہیں کی؟ کس طبقہ کے علما نے اس گستاخی کی مذمت نہیں کی؟ بلاشبہہ ہر ایک نے اپنے اپنے طور پر تحفظ ناموسِ رسالت کی خاطر مذمتی اقدامات، احتجاجی مظاہرے، جلوسوں اور جلسوں کی شکل میں کیے۔ مگر کیا یہ سب دورِ رسالت اور دورِ صحابہ و تابعین میں بھی مسلمانوں کا عمل تھا؟...... مذکورہ ادوار میں بھی توہینِ رسالت کا ارتکاب کیا جاتا تھا۔ اسلام اور پیغمبرِ اسلام کے خلاف بکواس کی جاتی تھی۔ مگر کیا ان ادوار کے غیور مسلمانوں نے آج کی طرح احتجاجی اقدام کئے تھے؟...... بلاشبہہ ان کی غیرتِ ایمانی نے کبھی گوارہ نہیں کیا کہ ان کے ہوتے ہوئے شاتمانِ رسول زندہ رہے۔ چناں چہ ہر دور میں گستاخانِ رسول کو یہی سزا دی گئی کہ ان کے سروں کو گردن سے الگ کر دیا گیا۔ دور رسالت اور دورِ صحابہ و تابعین میں اس کی متعدد مثالیں ملتی ہیں، ان کے بعد بھی ہر دور میں فدایانِ شمعِ نبوت نے اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر ناموسِ رسالت پر شب خون مارنے والوں کو واصلِ جہنم کیا۔ نور الدین زنگی، سلطان صلاح الدین ایوبی سے لے کر ماضی قریب میں غازی عبدالقیوم، غازی عامر چیمہ، غازی علم الدین اور دورِ حاضر میں غازی ممتاز

قادری تک ایک منور سلسلہ ہے جنھوں نے دنیا کو گستاخانِ رسول سے پاک کیا ہے۔......مگر جلوسِ میلاد، محافلِ میلاد اور میلاد کی خوشی میں چراغاں کرنے پر واویلا مچانے والے جرأت و بہادری کی اس روایت کو یک سر فراموش کر کے محض احتجاجی جلوس، احتجاجی جلسوں اور مظاہروں ہی پر اکتفا کر کے شاید اپنے زعم میں دورِ رسالت سے جاری اُس روایت کا حصہ تصور کرتے ہیں۔ فیاللعجب!

جشنِ میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چوں کہ پورے عالمِ اسلام میں انتہائی شان و شوکت اور اہتمام سے منایا جاتا ہے تو ممکن ہے کہ اتنے بڑے پیمانے پر ہونے والے جشن کے انعقاد میں کچھ ایسی باتیں بھی کم علم عوام سے سرزد ہو جائیں جو اس جشن اور اسلام کی روح کے منافی ہوں۔ مگر اس سلسلہ میں ان چند گروپس اور طبقہ کے کم علم اور غیر ذمہ دار افراد و اشخاص کے افعال کی بنا پر اس مبارک جشن کو ٹارگیٹ کر کے عید میلاد کے خلاف فتوے بازی کرنا یقیناً شدت پسندی اور اسلامی راہِ اعتدال کے منافی ہے۔ یہ بات بھی واضح رہے کہ حامیانِ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ تحریراً و تقریراً، قولاً و فعلاً جشن عید میلاد کے موقع پر یہی تلقین کی کہ یہ جشن ہم اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خوشی میں مناتے ہیں اس لیے اس کا انعقاد بھی شریعت کے دائرے میں کرنا چاہیے۔ غیر شرعی اور قابلِ گرفت حرکات کا اس جشن کے کسی بھی حصہ سے تعلق نہیں۔ ہر سال ماہِ ربیع الاول کا چاند نظر آتے ہیں علماے اہل سنت با قائدہ میلاد کے جلسوں اور اخبارات میں اعلامیہ جاری کرتے ہیں کہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوس میں باوضو، حمد و نعت، درود و سلام اور کلمہ پڑھتے ہوئے شرکت کریں، نماز کے وقت جلوس کے شرکا قریبی سُنّی مسجد میں با جماعت نماز ادا کریں پھر وہیں سے جلوس میں دوبارہ شریک ہو جائیں، ڈی جے نہ بجائیں، کسی قسم کے دل آزار نعرے نہ لگائیں بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی عقیدت و محبت کا اظہار کرنے والے نعرے لگائیں- وغیرہ، ہدایات جاری کی جاتیں ہیں۔ مگر ہزاروں لاکھوں افراد کے جلوس میں کچھ فی صد افراد یا گروپس ان ہدایات پر عمل نہیں کرتے اور مخالفین انھیں مٹھی بھر مفاد پرستوں کی حرکتوں کو بہانہ بنا کر پورے جلوس اور شرکا مع قائدین کو تنقید کا نشانہ بناتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ ان ناقدین کا یہ عمل تشددِ بے جا نہیں؟

آج پوری دنیا میں بالخصوص عرب شریف اور یورپ میں اسلام اور جہاد کا نام لے کر جو

دہشت گردانہ کارروائیاں ہورہی ہیں ان مٹھی بھر دہشت گردوں کا سہارا لے کر یہودی نواز میڈیا جب جہاد اور اسلامی تعلیمات کو نشانہ بناتا ہے تو بڑے بڑے 'مفکرین، قائدین اور مدبرین' یہی کہتے ہیں کہ ان دہشت گردوں کا اسلام اور جہاد سے کچھ تعلق نہیں۔ان کی غیر انسانی غیر شرعی حرکتوں کا ذمہ دار پورا عالمِ اسلام نہیں ہوسکتا...... اب اعتدال اور انصاف کا تقاضہ ہے کہ جو نقطۂ نظر اور اصول دہشت گردی سے متعلق ان مٹھی بھر شر پسندوں کے لیے رکھا جاتا ہے وہی نظریہ جشنِ میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کے انعقاد میں ہونے والی قابلِ گرفت حرکت کرنے والوں سے متعلق ہونا چاہیے۔

آج دنیا چاند پر کمندیں ڈال رہی ہے، سورج کی شعاعوں کو گرفتار کر رہی ہے، ہوا کے دوش پر پرواز کر رہی ہے، زیرِ سمندر اور دوسرے سیاروں پر آشیانے تیار کر رہی ہے۔اور مسلمان کو اس بات پر دست و گریباں کیا جارہا ہے کہ مسلمان اپنے نبی کی عظمت و عقیدت اور محبت کے اظہار کے لیے کیا کریں اور کیا نہ کریں۔ یاد رہے یہ وہی منصوبہ ہے جسے ایک صدی قبل ڈاکٹر اقبالؔ نے ان اشعار میں بے نقاب کیا تھا ۔

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا — روحِ محمد اس کے بدن سے نکال دو
فکرِ عرب کو دے کے فرنگی تخیلات — اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو

مسلمان جب تک اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وعظمت کے تحفظ اور اس کے اظہار کو حرزِ جاں بنائے ہوئے تھے تب تک دنیا ان کے قدموں میں تھی۔ زمین اپنا سینہ ان کے لیے کشادہ کرتی چلی گئی اور مسلمان سیلِ رواں کی طرح زمین کی وسعتوں میں سماتے گئے اور جہاں گیری و جہاں بانی کرتے رہے۔لیکن فرنگی تخیلات اور یہودیوں کی شہ پر پنپنے والے فتنوں کے دام میں جب سے پڑنے لگے ہیں بے وقعت ہوکر رہ گئے ہیں۔ آج بھی اگر اپنی عظمتِ رفتہ کی بحالی عزیز ہے تو ہمیں تحفظِ ناموسِ رسالت کی خاطر حساس ہونا ہوگا اور اپنے ماضی کی طرف لوٹنا ہوگا۔ ع

لوٹ ماضی کی طرف ایک گردشِ ایام تو

☆ ☆ ☆

محافل میلاد

از: محمد رضوان داودی

شارح مسلم علامہ غلام رسول سعیدی صاحب رقمطراز ہیں:

"بعض غیر معتدل لوگ ہر نیک اور اچھے کام میں ہوا و ہوس کے تقاضے سے برائی کے راستے نکال لیتے ہیں۔ اس لئے ہم دیکھتے ہیں کہ بعض شہروں میں عید میلاد کے جلوس کے تقدس کو بالکل پامال کر دیا گیا۔ جلوس تنگ راستے سے گزرتا ہے اور مکانوں کی کھڑکیاں اور بالکونیوں سے نوجوان لڑکیاں اور عورتیں شرکاء جلوس پر پھول وغیرہ پھینکتی ہیں۔ (شاید ایصال ثواب کی نیت سے العیاذ باللہ) اوباش نوجوان فحش حرکتیں کرتے ہیں۔ جلوس میں مختلف گاڑیوں پر فلمی گانوں کی ریکارڈنگ ہوتی ہے اور نوجوان لڑکے فلمی گانوں کی دھن پر ناچتے ہیں اور نماز کے اوقات میں جلوس چلتا رہتا ہے۔ مساجد کے آگے سے گزرتا ہے لیکن نماز کا کوئی اہتمام نہیں ہوتا۔ اس قسم کے جلوس میلاد النبی ﷺ کے تقدس پر بدنما داغ ہیں۔ ان کی اگر اصلاح نہ ہو سکے تو ان کو فوراً بند کر دینا چاہئے کیونکہ ایک امرِ مستحسن کے نام پر ان حرکات کے ارتکاب کی شریعت میں کوئی اصل نہیں۔ البتہ ان غیر شرعی جلوسوں کو دیکھ کر مطلقاً عید میلاد النبی ﷺ کے جلوس کو غیر شرعی کہنا صحیح نہیں ہے اور جن شہروں اور جگہوں میں عید میلاد النبی ﷺ کے جلوس اپنی شرعی حدود و قیود کیساتھ نکلتے ہیں ان جلوسوں پر اعتراض نہیں کرنا چاہئے۔" (شرح صحیح مسلم جلد ثالث صفحہ 171)

محفلِ میلاد میں کیا ہوتا ہے؟

تلاوت کلام پاک:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

"لازم ہے محفل میلاد مبارک میں تلاوت قرآن عظیم ہمیشہ سے معمول علماء کرام و بلادِ اسلام ہے۔"

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں:

"میلاد شریف کی اصل لوگوں کا جمع ہونا، قرآن مجید کی تلاوت کیا جانا اور ان آیات و احادیث و روایات کو بیان کرنا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں وارد ہوئی ہیں۔"

(الحاوی للفتاویٰ جلد 1 صفحہ 189)

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''میلاد شریف منانا کہ جس کو ہم نے مستحسن قرار دیا ہے اس میں قرآن مجید کی تلاوت اور کھانا کھلانے کا اہتمام کرنا ہے اور اس کے سوا کچھ بھی نہیں۔"

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمۃ نے ہی فتاویٰ ہندیہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ صحابہ کرام جب کسی مجلس میں جمع ہوتے تو اپنے ساتھیوں میں سے کسی ایک کو فرمایا کرتے کہ وہ قرآن مجید کی کوئی سورت تلاوت کرے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 23 صفحہ 118)

تاہم تلاوت قرآن مجید کے دوران مندرجہ ذیل آداب کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے:

قرآن مجید کو خوش الحانی سے پڑھنا جس میں لہجہ خوش نما، دلکش پسندیدہ، دل آویز، غافل دلوں پر اثر ڈالنے والا ہو، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو خوش الحانی سے قرآنِ مجید نہ پڑھے، وہ ہم میں سے نہیں۔" (فتاویٰ رضویہ جلد 23 صفحہ 300، 366)

مدح خوانی:

محافلِ میلاد میں حمد باری تعالیٰ کے ساتھ ساتھ نعتیہ اشعار کا پڑھنا اور حاضرین کا نیت نیک سے سننا جائز ہے بلکہ مستحب و مستحسن ہے۔ بخاری شریف کی صحیح حدیث میں ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لئے منبر بچھواتے تھے اور وہ اس پر کھڑے ہوکر نعت اقدس سناتے تھے جبکہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سنتے تھے۔ ان کے علاوہ دیگر صحابہ نے بھی بارگاہِ رسالت

ﷺ میں کھڑے ہو کر نعت خوانی کا شرف حاصل کیا ہے تاہم نعت خوانی کے لئے چند آداب کا خیال رکھنا ضروری ہے:

1۔نعت سادہ خوش الحانی کے ساتھ ہو، گانوں کی طرز پر نہ پڑھی جائے۔
(فتاویٰ رضویہ جلد 23 صفحہ 363)

2۔نعت خوانی آلاتِ لہو ولعب اور افعالِ لغو مثلاً مزامیر وغیرہ کے ساتھ نہ کی جائے۔
(فتاویٰ رضویہ جلد 24 صفحہ 79)

دف اور نعت خوانی:

دف کا حکم عام آلاتِ لہو ولعب سا نہیں بلکہ خوشی کے لمحات میں اس کا استعمال جائز ہے مگر اس کے لئے چند شرائط ہیں۔ جناب احمد رضا خاں صاحب لکھتے ہیں: ''اوقات مسرور میں دف جائز ہے بشرطیکہ اس میں جلاجل یعنی جھانج نہ ہو، نہ وہ موسیقی کے تان سر پر بجایا جائے ورنہ وہ بھی ممنوع۔''
(فتاویٰ رضویہ 25 صفحہ 37)

ذکر والی نعت خوانی سے پرہیز:

علمائے اسلام نے ذکر والی مروجہ نعت خوانی کو بھی ناجائز قرار دیا ہے۔ اس لئے محافل میلاد کو اس سے پاک کرنا چاہئے۔ حضرت تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ اس کے متعلق فرماتے ہیں:

''نعت میں ذکر کی آواز اس طرح سنائی دیتی ہے جیسے دف کے ساتھ ذکر ہو رہا ہو اور ایسی آواز جو دف سے مشابہ ہو منہ سے نکالنا جائز نہیں کہ طریقہ فساق ہے اور ذکر وغیرہ میں شبہ ناجائز، نیز اللہ تعالیٰ عزوجل کے نام مبارک کو بصورت مزامیر پیش کرنے میں نوراہانت بھی ہے۔ اس لئے اس کا عدم جواز شدید ترین ہے اگرچہ نیت خیر ہو۔'' (فتویٰ بریلی شریف)

محافل میلاد کا انتظام اس اہتمام کے ساتھ ہونا چاہئے جہاں بے ادبی کا کوئی پہلو نہ نکلتا ہو۔

پہلی شرط: بے نمازی کے گھر میلاد نہیں منانا چاہئے۔

سوال: ''بے نمازی مسلمان کے گھر میلاد شریف کی محفل میں شریک ہونا یا پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟''

جواب: ''مجلس میلاد شریف نیک کام ہے اور نیک کام میں شرکت بری نہیں، ہاں اگر اس کی تنبیہہ کیلئے اس سے میل جول یک لخت چھوڑ دیا ہو تو نہ شریک ہوں یہی بہتر ہے''۔

(فتاوی رضویہ جلد نمبر 23 صفحہ 736)

اس فتوی میں ''بے نمازی'' کو سبق سکھانے کے لئے اُس سے میل جول چھوڑنے کا حکم دیا جارہا ہے کیونکہ بے نمازی میلادی کا ''میلاد'' منانے کا حق نہیں بنتا۔

دوسری شرط: سوال: مخالفِ شرع مثلاً داڑھی کترواتا یا منڈواتا ہو، تارکِ صلوۃ ہو اس سے میلاد (نعت) پڑھوانا کیسا ہے؟ فرمایا: ''افعال مذکورہ سخت کبائر ہیں اور ان کا مرتکب اشد فاسق و فاجر مستحق عذاب یزداں وغضب رحمن اور دنیا میں مستوجب ہزاراں ذلت وہوان، خوش آوازی خواہ کسی علتِ نفسانی کے باعث اسے منبر ومسند پر کہ حقیقۃً مسندِ حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے تعظیماً بٹھانا اس سے مجلس مبارک پڑھوانا حرام ہے، فاسق (گندے) کو آگے کرنے میں اسکی تعظیم ہے حالانکہ بوجہ فسق (گناہ) لوگوں پر شرعاً اسکی توہین (ذلیل) کرنا واجب اور ضروری ہے''۔

(جلد 23 صفحہ 734)

تیسری شرط: سوال: ''میلاد شریف جس کے یہاں ہو وہ پڑھنے والے کی دعوت کرے تو پڑھنے والے کو (کھانا) چاہئے یا نہیں؟ اور اگر کھایا تو پڑھنے والے کو کچھ ثواب ملے گا یا نہیں؟

تو آپ نے فرمایا: ''پڑھنے کے عوض کھانا کھلاتا ہے تو یہ کھانا نہ کھلانا چاہئے، نہ کھانا چاہئے اور اگر کھائے گا تو یہی کھانا اس کا ثواب ہو گیا اور ثواب کیا چاہتا ہے بلکہ جاہلوں میں جو یہ دستور ہے کہ پڑھنے والوں کو عام حصوں سے دونا دیتے ہیں اور بعض احمق پڑھنے والے اگر ان کو اوروں سے دو

نا نہ دیا جائے تو اس پر جھگڑتے ہیں یہ زیادہ لینا دینا بھی منع ہے اور یہی اسکا ثواب ہو گیا''۔
(فتاوی رضویہ جلد 21 صفحہ 662)

اس فتوی پر عمل کرتے ہوئے اگر ''لنگر کا وسیع انتظام ہے'' نہ لکھا جائے، عُمرے کے ٹکٹ نہ رکھے جائیں، نعت خوانوں کو پیسے نہ دئے جائیں (دینے کے انداز پر بھی اعتراض ہے) تو ''میلاد'' کیسے ہوگا جس کا مطلب ہے کہ کھانا، عُمرے کے ٹکٹ وغیرہ نہ ہوں تو عوام کو میلاد سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔

چوتھی شرط: سوال: منکراتِ شرعیہ پر مشتمل میلاد کیسا ہے؟ جواب: ''وہ پڑھنا سننا جو منکراتِ شرعیہ پر مشتمل ہو، ناجائز ہے جیسے روایات باطلہ و حکایاتِ موضوعہ و اشعار خلاف شرع خصوصاً جن میں توہینِ انبیاء و ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام ہو کہ آجکل کے جاہل نعت گویوں کے کلام میں یہ بلائے عظیم بکثرت ہے حالانکہ وہ صریح کلمہ کفر ہے''۔ (فتاوی رضویہ جلد نمبر 23 صفحہ 722)

اسلئے نعت کے رُوپ میں کُفر بھی بِک کر گناہ کمایا جا رہا ہے اور عوام کیلئے یہ فرق کرنا مشکل ہے کہ کونسی نعت کے اشعار کُفر پر مبنی ہیں کیونکہ عوام حقیقی اور مجازی معنوں کو نہیں سمجھتی اور بہت سی جگہوں پر علماء کرام موجود ہی نہیں ہوتے اور نہ ہی زیادہ تر عوام نے علماء کرام سے پوچھنا ہوتا ہے۔

پانچویں شرط: سوال: ''ایک شخص وظیفہ پڑھتا ہے اور نماز نہیں پڑھتا ہے یہ جائز ہے یا ناجائز'' کے جواب میں فرمایا ''جو وظیفہ پڑھے اور نماز نہ پڑھے فاسق و فاجر مرتکب کبائر ہے اُس کا وظیفہ اس کے منہ پر مارا جائے گا، ایسوں ہی کو حدیث میں فرمایا ہے، بہتیرے قرآن پڑھتے ہیں اور قرآن انہیں لعنت کرتا ہے والعیاذ باللہ''۔ (جلد 6 صفحہ 223)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمۃ سے سوال کیا گیا کہ چند عورتیں ایک ساتھ مل کر گھر میں میلاد شریف پڑھتی ہیں اور آواز باہر سنائی دیتی ہے۔ یہ جائز ہے یا نہیں؟ آپ نے جواب میں لکھا کہ ناجائز ہے کہ عورت کی آواز بھی عورت ہے۔ عورت کی خوش الحانی کو اجنبی سے محل فتنہ ہے۔ (فتاوی رضویہ)

ایسے ہی ایک اور سوال کے جواب میں آپ نے ارشاد فرمایا:
"عورتوں کا اس طرح (مولود شریف) پڑھنا کہ ان کی آواز نامحرم سنیں، باعث ثواب نہیں بلکہ گناہ ہے۔"

کیسی محافل میلاد میں شرکت کی جائے؟:

محفل میلاد اگر چہ عظیم ترین مستحبات میں سے ہے مگر دیگر مجالس کی طرح محافل میلاد میں شرکت تب ہی جائز ہے جب اس میں خلاف شرع امور کا ارتکاب نہ ہو اگر وہ شرعی منہیات اور ناپسندیدہ بدعات سے پاک نہ ہو تو اس میں شرکت نہیں کرنی چاہیے۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے کہ:
"کسی خلاف شرع مجلس میں شرکت جائز نہیں۔" (فتاویٰ رضویہ جلد 24 صفحہ 133)
اور جب مجلس میلاد منکراتِ شرعیہ سے خالی ہو تو اس میں شرکت کرنا عظیم سعادت ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے:
"مجلس میلاد مبارک اعظم مندوبات سے ہے جبکہ بروجہ صحیح ہو۔" (جلد 23 صفحہ 560)

علمائے دین کا عوام الناس کو ایسی محافل میں غیر شرعی افعال کے ارتکاب سے نہ روکنا گویا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناراضگی پر راضی رہنا ہے۔ (نعوذ باللہ) ان محافل سے تعلق رکھنے والے ہر طبقہ کو خواہ قراء کرام ہوں۔ نعت خوانانِ عظام ہوں، علمائے کرام ہوں یا عوام اسلام، ہر ایک کو اس انقلابی عمل میں اپنا اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ادب و احترام سے محافل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجانے اور ان سے برکات حاصل کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین

۞ ۞ ۞

میلاد کے خلاف پہلا فتوی۔۔۔!

(حسن نوری گونڈوی)

مسلمانانِ عالم بڑے ہی تزک و احتشام سے ''میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم حسب حیثیت مناتے تھے'' پھر اچانک 1302ھ میں ''چار ورقی'' رسالہ بنام ''فتوی مولود وعرس وغیرہ''، مطبع ہاشمی میرٹھ سے چھپا جس میں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف زہر اگلا گیا۔

پھر کچھ ہی عرصہ بعد دوبارہ مطبع ہاشمی میرٹھ سے یہی رسالہ چوبیس صفحات میں چھپا نام ''فتاوی میلاد شریف یعنی مولود مع دیگر فتاوی'' جس میں کچھ لوگوں کے دستخط بھی تھے اس میں اور زیادہ موجود تھا، اہلسنت میں شدید اضطراب پیدا ہوا اہلسنت علامہ عبد السمیع بیدل رامپوری متوفی 1318ھ سے بصد اصرار جواب لکھنے کو کہا آپ نے کتاب مستطاب ''انوار ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ'' رقم فرمائی جواب کیا تھا مسلمانوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور دشمنانِ خدا ورسول پر قہر الہی پھر پیٹھ پیچھے چھپ کر وار کرنے والے میدان میں آ گئے ''انوار ساطعہ کے جواب میں مولوی رشید احمد گنگوہی'' نے مولوی خلیل انبیٹھوی کے نام سے ''براہین قاطعہ'' لکھی جو جواب تو کم مغلظات سے زیادہ پُر تھی۔ یہی وجہ ہے کہ ''سید قمر الدین اشرف علی گڑھی'' نے اپنی کتاب ''البراہین النافعہ'' باب سوم صفحہ 136 تا 168 تقریباً بتیس صفحات میں ''براہین قاطعہ'' کی تمسخر واستہزا والی عبارت کو کورٹ کیا تھا۔

1304ھ میں حاجی امداد مہاجر مکی (جو صاحب انوار ساطعہ اور براہین کے پیر و مرشد ہیں) نے انوار ساطعہ کو نہ صرف پسند کیا بلکہ تقریظ بھی لکھی، حاجی صاحب لکھتے ہیں کہ در حقیقت کتاب کا اصل مضمون اس فقیر اور بزرگان فقیر کے مذہب ومشرب کے مطابق ہے، آپ نے خوب لکھا۔

صاحب انوار ساطعہ کے استاذ پایہ حرمین علامہ رحمت اللہ کیرانوی علیہ الرحمہ نے بھی تقریظ

لکھی۔ جب حاجی صاحب کے خلفا کے درمیان نزاع بڑھا اور سمجھانے کے باوجود حق کو تسلیم نہ کیا تو انھوں نے ''فیصلہ ہفت مسئلہ'' نامی کتاب لکھ کر تقسیم کرنے کو دیا جسے ''مولوی رشید احمد گنگوہی'' نے خواجہ حسن نظامی دہلوی کے ہاتھ جلوا دیا، چند کتابیں خواجہ حسن نظامی نے بچا لی تھیں جو آج موجود ہیں، پتا چلا جو اپنے پیر کی کتاب کو جلوا دے، جو پیٹھ پیچھے اہلسنت کے معمولات پر حملے کرے جو اتحاد کے نام پر اہلسنت سے نفرت کرے، جو امن پسندی کا دعوی کر کے دہشت گردی کرے وہ دیوبندی ہے۔

انوار ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ

* * *

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے

والد گرامی حضور ریاض الملت پیر مفتی محمد ریاض الدین قادری قدس سرہ کی ایک نظم

کیوں نہ ہو یہ ہم کو پیاری عید میلاد النبی
مومنو! ہے فضل باری، عید میلاد النبی

مصطفیٰ کے نام کی ہے یہ منادی صبح و شام
رات دن ہے ذکرِ جاری عید میلاد النبی

اور بھی عیدیں تو ہیں اسلام میں اے دوستو!
ساری عیدوں سے ہے پیاری عید میلاد النبی

بجھ گئے آتش کدے، بت تھرتھرا کر گر گئے
کفر پر ہے ضرب کاری، عید میلاد النبی

کفر کا ہے خاتمہ، اِس پُر مسرت عید سے
دین حق کی آبیاری، عید میلاد النبی

باب میلاد النبی ہے ترمذی میں دیکھ لو!
منکروں پر کیوں ہے بھاری، عید میلاد النبی

یہ ثُوَیبہ کی خلاصی سے ہوا ہے آشکار
ہے ریاض اک فیض جاری عید میلاد النبی

(مرسلہ: صاحبزادہ پیر ابو الحسن واحد رضوی، اٹک)

میرِ بغداد میں لاچار ہوں شَیْئاً لِلّٰہ

از: رئیس الاحرار حضرت مولانا سیّد فضل الحسن رضوی المتخلص بہ حسرؔت موہانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ
تضمین نگار: حضور محدثِ اعظمِ ہند ابوالمحامد سیّد محمد اشرفی جیلانی کچھوچھوی علیہ الرحمۃ

میں خطاکار و گنہگار ہوں شَیْئاً لِلّٰہ
بندۂ نفس سیہ کار ہوں شَیْئاً لِلّٰہ
مجرم و بےکس و بے یار ہوں شَیْئاً لِلّٰہ
''دستگیری کا طلبگار ہوں شَیْئاً لِلّٰہ
میرِ بغداد میں لاچار ہوں شَیْئاً لِلّٰہ''

زندۂ درگور ہوں بیمار ہوں شَیْئاً لِلّٰہ
پا بہ زنجیر وگرفتار ہوں شَیْئاً لِلّٰہ
اُسپہ بے دست ہوں نادار ہوں شَیْئاً لِلّٰہ
''دستگیری کا طلبگار ہوں شَیْئاً لِلّٰہ
میرِ بغداد میں لاچار ہوں شَیْئاً لِلّٰہ''

بندۂ ایزدِ غفّار ہوں شَیْئاً لِلّٰہ
اُمّتِ احمدِ مختار ہوں شَیْئاً لِلّٰہ
خانہ زادوٕ نمیں میں سرکار ہوں شَیْئاً لِلّٰہ
''دستگیری کا طلبگار ہوں شَیْئاً لِلّٰہ
میرِ بغداد میں لاچار ہوں شَیْئاً لِلّٰہ''

گو زمانے سے ہوں بیمار، مرض ہے مزمن
گو ستاتا ہے ہمیشہ سے مجھے نفس کا جن
لب کشائی کا ارادہ بھی کیا گو ہر دن
''حالِ دل شرم سے اب تک نہ کہا تھا لیکن
آج میں درپئے اظہار ہوں شَیْئاً لِلّٰہ''

عمر جرموں میں تو چالیس سے زیادہ گزری
چھاگئی آہ مرے حال پہ تیرہ بختی
قادری کہتے رہے پھر بھی مجھے سب یونی
''کرمِ خاص کے لائق تو نہیں میں پھر بھی
آپ کا حاشیہ بردار ہوں شَیْئاً لِلّٰہ''

مجھ پہ اب فقرے کسے جاتے ہیں کیسے کیسے
پوچھتے مجھ سے ہیں تو جیتا ہے کس کے برتے
میں تو اے غیرتِ جَد تھک گیا سنتے سنتے
''آپ ہی سنئے کہ اب اور کہوں میں کس سے
بستۂ دامنِ سرکار ہوں شَیْئاً لِلّٰہ''

نہ کوئی اور تمنّا ہے نہ مقصد نہ مفاد
آرزو ہے تو یہی اور اسی کی ہے یاد
دیکھوں گر روئے منور تو کہوں زندہ باد
''جلوۂ پاک نظر آئے تو بر آئے مراد
تشنۂ شربتِ دیدار ہوں شَیْئاً لِلّٰہ''

مجھ کو معلوم ہے میں کیا ہوں ظلوم اور جہول
نہ میں سائل کسی لائق ہوں نہ میرا مسئول
اور مری عرضِ تمنّا بھی ہے کیا خاک ہے دھول
''کیا کروں میری دعا بھی تو نہیں ہے مقبول
میں کہ اِک فردِ گنہگار ہوں شَیْئاً لِلّٰہ''

اپنی نااہلی بھی محسوس ہو اپنی ذلّت
دل بھی شرمندہ ہو اور طاری ہو خوف و وحشت
یعنی کچھ دیر کو ہوجائیے سیّد صورت
''غوثِ اعظم سے جو مانگو گے ملے گا حسرت
پس کہو حاضرِ دربار ہوں شَیْئاً لِلّٰہ''

دیکھ لو سیّدؔ لاچار کی صورت حالت
اسپہ حضرت کی رہا کرتی ہے شفقت رحمت
یعنی جب بندہ نوازی ہی ہے عادت سیرت
''غوثِ اعظم سے جو مانگو گے ملے گا حسرؔت
پس کہو حاضرِ دربار ہوں شَیئاً لِلّٰہ''

یہیں پاتا ہے ہر اِک صاحب حاجت حاجت
قادری جائے کہیں اور تو غیرت غیرت
مثل سیّدؔ کے کرو نعرہِ حضرت حضرت
''غوثِ اعظم سے جو مانگو گے ملے گا حسرؔت
پس کہو حاضرِ دربار ہوں شَیئاً لِلّٰہ''

✱ ✱ ✱

سیرت و کردار حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محمد برھان الحق جلالی، جہلم

پیران پیر حضور سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کردار و عمل سیرت مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مظہر تھا، اولیاء کرام نے اپنی تعلیمات کے ذریعے نہ صرف مسلمانوں کو ہدایت کا راستہ دکھایا بلکہ معاشرتی امن وسکون اور احترام انسانیت کا درس بھی دیا۔ مسلم اُمہ کو درپیش خطرات اور چیلنجز سے اولیاء وصوفیاء کے افکار کی روشنی میں نبٹا جاسکتا ہے۔

سرکار بغداد حضورِ غوثِ پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اسم مبارک ''عبدالقادر'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کنیت ''ابومحمد'' اور القابات ''محی الدین، محبوب سبحانی، غوث الثقلین، غوث الاعظم'' وغیرہ ہیں، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۴۷۰ ھ میں بغداد شریف کے قریب قصبہ جیلان میں پیدا ہوئے اور ۵۶۱ ھ میں بغداد شریف ہی میں وصال فرمایا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار پرانوار عراق کے مشہور شہر بغداد میں ہے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ والد ماجد کی نسبت سے حسنی ہیں سلسلۂ نسب یوں ہے سیّد محی الدین ابومحمد عبدالقادر بن سیّد ابوصالح موسیٰ جنگی دوست بن سیّد ابوعبداللہ بن سیّد یحییٰ بن سید محمد بن سیّد داؤد بن سیّد موسیٰ ثانی بن سیّد عبداللہ بن سیّد موسیٰ جون بن سیّد عبداللہ محض بن سیّد امام حسن مثنیٰ بن سیّد امام حسن بن سیّدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی والدہ ماجدہ کی نسبت سے حسینی سیّد ہیں۔ (بھجۃ الاسرار، معدن الانوار، ذکر نسب، ص ۱۷۱)

حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت و زندگی سراپا تقویٰ تھی، آپ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اور ایک ایک گوشہ کتاب و سنت کی پیروی میں گزرا، آپ کی زندگی کے تمام گوشے اور شعبے اتباع شریعت اور اطاعت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے معمور تھے۔

آپکی سیرت وکردار کامختصر اجائزہ لیتے ہیں۔

استقامت:

پندرہ سال تک ہررات میں ختم قرآن مجید: حضور غوث الثقلین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پندرہ سال تک رات بھر میں ایک قرآنِ پاک ختم کرتے رہے (**بہجۃ الاسرار، ذکر فصول من کلامہ ... الخ، ص۱۱۸**)۔ اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہر روز ایک ہزار رکعت نفل ادا فرماتے تھے۔'' (تفریح الخاطر، ص ۳۶)

چالیس سال تک عشاء کے وضو سے نمازِ فجر ادا فرمائی:

شیخ ابوعبداللہ محمد بن ابوالفتح ہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ''میں نے حضرت شیخ محی الدین سید عبدالقادر جیلانی، قطب ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی چالیس سال تک خدمت کی، اس مدت میں آپ عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے تھے اور آپ کا معمول تھا کہ جب بے وضو ہوتے تھے تو اسی وقت وضو فرما کر دو رکعت نمازِ نفل پڑھ لیتے تھے۔''

(بہجۃ الاسرار، ذکر طریقہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، ص۱۶۴)

چالیس سال تک استقامت سے بیان فرمایا:

سیدی غوثِ پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزندِ ارجمند سیدنا عبدالوہاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ''حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ۵۲۱ھ سے ۵۶۱ھ تک چالیس سال مخلوق کو وعظ ونصیحت فرمائی۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر وعظہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، ص۱۸۴)

مہمان نوازی:

آپ اپنے مہمانوں کی کمال مہمان نوازی کیا کرتے تھے۔

روزانہ رات کو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا دسترخوان بچھایا جاتا تھا جس پر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے

مہمانوں کے ہمراہ کھانا تناول فرماتے، کمزوروں کی مجلس میں تشریف فرما ہوتے، بیماروں کی عیادت فرماتے، طلب علم دین میں آنے والی تکالیف پر صبر کرتے۔

(بهجة الاسرار، ذكر شي من شرائف اخلاقه رحمة الله تعالىٰ عليه، ص۲۰۰)

غریبوں اور محتاجوں پر رحم:

آپ نے ساری زندگی غریبوں محتاجوں کی مدد کی ان پر رحم کی تعلیم دی۔

شیخ عبداللہ جبائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ "ایک مرتبہ حضور غوث پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ ''میرے نزدیک بھوکوں کو کھانا کھلانا اور حسنِ اخلاق کامل زیادہ فضیلت والے اعمال ہیں۔" پھر ارشاد فرمایا: "میرے ہاتھ میں پیسہ نہیں ٹھہرتا، اگر صبح کو میرے پاس ہزار دینار آئیں تو شام تک ان میں سے ایک پیسہ بھی نہ بچے (کہ غریبوں اور محتاجوں میں تقسیم کردوں اور بھوکے لوگوں کو کھانا کھلا دوں۔) **(قلائد الجواهر، ملخصاً ص۸)**

سخاوت:

آپ سخاوت میں بھی بے مثال تھے

ایک دفعہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک شخص کو کچھ مغموم اور افسردہ دیکھ کر پوچھا: "تمہارا کیا حال ہے؟" اس نے عرض کی: ''حضور والا! دریائے دجلہ کے پار جانا چاہتا تھا مگر ملاح نے بغیر کرایہ کے کشتی میں نہیں بٹھایا اور میرے پاس کچھ بھی نہیں۔" اتنے میں ایک عقیدت مند نے حضور غوث پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر تیس دینار نذرانہ پیش کیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہ تیس دینار اس شخص کو دے کر فرمایا: "جاؤ! یہ تیس دینار اس ملاح کو دے دینا اور کہہ دینا کہ" آئندہ وہ کسی غریب کو دریا عبور کرانے پر انکار نہ کرے۔" (اخبارالاخیار، ص ۱۸)

روشن ضمیری:

حضرت امام شیخ ابو البقا مکبری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ''میں ایک روز حضرت

سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مجلس میں حاضر ہوا، میں پہلے کبھی حاضر نہ ہوا تھا اور نہ ہی کبھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کلام سنا تھا، میں نے دل میں کہا کہ ''اس مجلس میں حاضر ہوکر اس عجمی کا کلام سنوں؟'' جب میں مدرسہ میں داخل ہوا اور دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کلام شروع ہے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنا کلام موقوف فرمادیا اور فرمایا: ''اے آنکھوں اور دل کے اندھے! تو اس عجمی کے کلام کو کیا سنے گا؟'' تو میں نہ رہ سکا یہاں تک کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے منبر کے قریب پہنچ گیا پھر میں نے اپنا سر کھولا اور بارگاہِ غوثیت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں عرض کیا: ''یا حضرت! مجھے خرقہ پہنائیں۔'' تو حضرت سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے خرقہ پہنا کر ارشاد فرمایا: ''اے عبداللہ! اگر اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے تمہارے انجام کی خبر نہ دی ہوتی تو تم ہلاک ہوجاتے۔''

(بہجۃ الاسرار، ذکر علمہ وتسمیۃ بعض شیوخہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، ص۲۱۱)

اوصاف حمیدہ:

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۵۲ھ) غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی سیرت کی ایک جھلک پیش کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: بعض مشائخ وقت نے آپ کے اوصاف میں لکھا ہے کہ حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بڑے بارونق، ہنس مکھ، خندہ رو، شرمیلے، نرم طبیعت، کریم الاخلاق، پاکیزہ اخلاق، پاکیزہ اوصاف اور مہربان وشفیق تھے، ہمنشیں کی تعظیم وتکریم کرتے اور غمزدہ افراد کو دیکھ کر امداد فرماتے تھے، مزید لکھتے ہیں، ہم نے آپ جیسا فصیح وبلیغ کسی کو نہیں دیکھا، بعض بزرگوں نے آپ کا اس طرح وصف بیان فرمایا ہے کہ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بکثرت رونے والے، اللہ تعالیٰ سے بہت زیادہ ڈرنے والے تھے۔ خوفِ خدا ایمان کا لازمی تقاضہ:۔ قرآن میں فرمانِ الٰہی ہے، پارہ ۲۹ سورہ ملک آیت ۱۱۔ اِنَّ الَّذِیۡنَ یَخۡشَوۡنَ رَبَّہُمۡ بِالۡغَیۡبِ لَہُمۡ مَّغۡفِرَۃٌ وَّ اَجۡرٌ کَبِیۡرٌ

(ترجمہ کنزالایمان) بے شک وہ بے دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں ان کیلئے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔ (تفسیر روح البیان) میں ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سینے سے بھنی ہوئی کلیجی کی طرح خوشبو آتی تھی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تہجد میں اتنا روتے کہ سینہ مبارک سے ہانڈی کھولنے کی طرح آواز آتی تھی۔

خوف خدا ایمان کی علامت ہے:

یہ وصف آپ کے اندر بہت زیادہ تھی، نیک اخلاق، پاکیزہ اوصاف، بدگوئی سے بہت دور بھاگنے والے اور حق کے سب سے زیادہ قریب تھے، کسی سائل کو واپس نہ فرماتے، آپ کی ہر دعا بہت جلد قبول ہو جاتی تھی، اللہ تعالیٰ کی توفیق آپ کی راہنما اور تائید الٰہی آپ کی معاون تھی، سچائی آپ کا وظیفہ تھا، آپ انتہائی عبادت گزار تھے، اللہ رب العزت قرآن مقدس میں اپنے محبوب بندوں سے محبت بھرے انداز میں ارشاد فرماتا ہے، پارہ ۲ سورہ بقرہ آیت میری یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا اور میرا شکر کرو اور میری ناشکری نہ کرو۔ سچ اور حق تو یہ ہے کہ بندہ اپنے معبود حقیقی کی یاد میں ہمہ تن مصروف رہے اور بندے کا خدا کو یاد کرنا ہی اصل زندگی ہے، جہاں تک تعلق ہے خدا کی یاد کا اور اس کے ذکر کا تو کائنات کی ہر مخلوق اپنے اپنے طور پر ذکر و تسبیح میں مشغول ہے اور بندے (انسان) کو بھی اس کی عبادت کرتے رہنے کا حکم ہے یہ بات بقیہ تمام مخلوق کو یاد دلانے کی ضرورت نہیں کہ خدا کو یاد کرو لیکن بندہ انسان ہے غفلت میں پڑ جاتا ہے اپنے رب کو بھول جاتا ہے، تو اس کی غفلت کو دور کرنے کیلئے کلام مجید میں باری تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنے ذکر کی طرف متوجہ کیا، جب ہی تو یاد الٰہی میں زندگی گزارنے والے خدا کے مقبول بندے ہو گئے یہ سب بندے اللہ کی یاد میں اس قدر مصروف رہے کی دنیا کے ہر کونے میں اب ان کو جانا پہچانا جاتا ہے حدیث میں وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے ایک نبی علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی، میرے ایسے بعض بندے ہیں کہ وہ مجھے دوست رکھتے ہیں، اور میں ان کو دوست رکھتا ہوں، وہ میری طرف دیکھتے ہیں، میں ان

کی طرف دیکھتا ہوں اس نبی علیہ السلام نے کہا کہ خداوندان کی علامت (پہچان) کیا ہے؟ کہا آفتاب کے غروب کو وہ ایسا دوست رکھتے ہیں جیسے پرندے اپنے گھونسلوں کو جب رات پڑ جاتی ہے اور اندھیرا چھا جاتا ہے، فرش بچھائے جاتے ہیں اور ان کو بند لگائے جاتے ہیں، دوست اپنے دوست کے ساتھ خلوت کرتا ہے، تو وہ مردانِ خدا اپنے قدموں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اللہ کی عبادت کیلئے اور اپنے چہروں کو فرش بناتے ہیں یعنی سجدے کرتے ہیں، مجھ سے راز و نیاز کی باتیں کرتے ہیں بعض چلاتے روتے ہیں بعض آہیں مارتے ہیں اور شکوہ کرتے ہیں اور بعض کھڑے ہوتے ہیں میری عبادت کرتے ہیں۔ (بہجۃ الاسرار جلد اول صفحہ ۵۸۔۵۷)

پیران پیر حضور سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کردار و عمل سیرت مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مظہر تھا، اولیاء کرام نے اپنی تعلیمات کے ذریعے نہ صرف مسلمانوں کو ہدایت کا راستہ دکھایا بلکہ معاشرتی امن وسکون اور احترام انسانیت کا درس بھی دیا۔ مسلم اُمہ کو درپیش خطرات اور چیلنجز سے اولیاء وصوفیاء کے افکار کی روشنی میں نبٹا جا سکتا ہے۔

اللہ ہمیں اولیاء کرام کے نقش قدم پہ چلنے کی توفیق دے آمین

اگر اس تحریر میں کہیں بھی مجھ سے غلطی کوتاہی ہوئی ہو تو بارگاہ خداوندی میں معافی کا طلب گار رہوں۔

☆☆☆☆☆☆☆

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرحتیں

آمدِ محبوب سے دل کے کنول کھلنے لگے
اہلِ حق شاداب ہوکر سب گلے ملنے لگے
عیدِ میلاد النبی کی فرحتیں تو دیکھیے
چاک دامن رنج و غم کے خود بہ خود سلنے لگے

ڈاکٹر مشاہد رضوی۔۔۔۔۔

غوثِ پاک اور احیاءِ دین

مولانا منعم مدنی، (اسلامک ریسرچ سینٹر)، کراچی

نام اور القاب کی کثرت کسی کے کثیرُ الصِّفات ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ حضور سیدی غوثِ اعظم علیہ الرحمۃ بھی ان شخصیات میں شامل ہیں جن کی ہمہ جہت شخصیت کو کئی القابات دیئے گئے ہیں۔ غوثِ صمدانی، محبوبِ سبحانی، قندیلِ نورانی، شہبازِ لامکانی، غوثِ اعظم، غوث الاُنس والجان، محی الملۃ والدین والایمان جیسے عظیم الشان القاب آپ ہی کی شخصیت کے لئے بولے جاتے ہیں۔ آپ کے القابات میں سے ایک محی الدین بھی ہے جس کے معنیٰ دین کو زندہ کرنے والا، دین کو جِلا بخشنے والا، دین پھیلانے والا۔ یہ لقب اپنے معنی و مفہوم کے اعتبار سے بڑی وسعت رکھتا ہے۔ غوثِ پاک نے دینِ اسلام کی اشاعت و ترویج میں جو کردار ادا کیا وہ اپنی مثال آپ ہے آپ نے کئی طریقوں اور جہتوں سے احیاءِ دین میں کردار ادا کیا ہے، آیئے! ان میں سے بعض جہات سے متعلق جانتے ہیں:

کردار کے ذریعے احیاءِ دین:

غوثِ پاک علیہ الرحمۃ صِدْق و سچّائی کے پیکر، انتہائی ستھرے کردار کے مالک اور غریب پَرْوَر شخصیت تھے۔ آپ نے اپنی عُمر کے کسی حصّے میں بھی جُھوٹ کا سہارا نہ لیا، بچپن میں ڈاکو لُوٹنے آئے تو انہیں بھی سچ بتایا کہ میرے پاس چالیس دِینار ہیں۔ اور غریب پروری ایسی تھی کہ ایک مرتبہ ایک غریب بندے کے پاس کرائے کے پیسے نہ تھے تو ملّاح نے اسے کشتی میں نہ بٹھایا، آپ کو معلوم ہوا تو اسے تیس دِینار بھیج کر فرمایا: آئندہ کسی غریب کو دریا عبور کرانے پر انکار نہ کرنا۔ [1]

افکار کے ذریعے احیاءِ دین:

آپ علیہ الرحمۃ طویل عرصے تک اپنے ملفوظات و افکار کے ذریعے لوگوں کو گمراہی سے

بچاتے رہے، آپ کی مَجلس وَعظ ونصیحت کا خزینہ اور گمراہوں کے لئے ہدایت کا زِینہ تھی۔ آپ کی مَحافل میں زِندگی کے کثیر شُعبوں سے تَعَلُّق رکھنے والے اَفر ادشریک ہوتے، عُلَما وفُقَہا سب جمع ہوتے ،آپ کی مَجلسِ وَعظ کا یہ عالَم تھا کہ بیک وَقْت چار چار سو اَفر اد قلم ودوات لے کر حاضر ہوتے اور آپ کے ملفوظات تحریر کرتے جبکہ 40 سال مخلوقِ خُدا میں وَعظ ونصیحت کے مدنی پُھول لُٹائے۔[2]

کرامات کے ذریعے احیاءِ دین:

آپ علیہ الرحمۃ کی کرامات حَدِّ تواتُر تک پہنچی ہوئی ہیں۔ اس پر عُلَما کا اِتّفاق ہے کہ جتنی کرامات آپ علیہ الرحمۃ سے ظاہر ہوئیں ہیں آپ کے علاوہ کسی بھی صاحِبِ وِلَایَت سے ظُہُور میں نہیں آئیں۔[3]

بیانات اور وعظ ونصیحت کے ذریعے احیاءِ دین:

آپ نے وعظ وتبلیغ کے ذریعے دِینِ اسلام کے لئے بے شمار خدمات سرانجام دِیں، آپ کا کوئی بیان ایسا نہیں جس میں لوگ اسلام قبول نہ کرتے ہوں اور چور، ڈاکو، فاسق، فاجر آپ کے ہاتھ پر توبہ نہ کرتے ہوں۔[4] آپ ہفتے میں 3 دن بیان کرتے، جس میں بے شمار لوگ اور عُلَما وصُلَحا حضرات تشریف لاتے، آپ کے وعظ اور نصیحت کو سننے کے لئے آنے والوں کی تعداد کے بارے میں منقول ہے کہ بِالعموم ستّر ہزار سے زائد لوگ آپ کے بیان میں شریک ہوا کرتے تھے، جن میں عراق کے عُلَما وفُقَہا، مشائخ اور صُوفیائے کرام بھی ہوتے تھے۔[5]

تدریس کے ذریعے احیاءِ دین:

آپ علیہ الرحمۃ 13 علوم پڑھایا کرتے تھے، آپ کے مدرسہ میں لوگ آپ سے تفسیر، حدیث، فِقْہ اور علمُ الکلام وغیرہ پڑھتے تھے، دوپہر سے پہلے لوگوں کو تفسیر، حدیث، فِقْہ، کلام، اُصول اور نحو پڑھاتے تھے اور ظہر کے بعد آپ تجوید وقرأت کے ساتھ قرآنِ کریم پڑھایا کرتے تھے۔[6]

تصانیف کے ذریعے احیاءِ دین:

آپ علیہ الرحمۃ نے دینِ اسلام کی خدمت اور امتِ مُسلمہ کی راہنمائی کے لئے کئی کتابیں

تصنیف فرمائیں، علامہ علاؤالدین بغدادی علیہ الرحمۃ اپنے رسالہ تذکرہ قادریہ میں غوثِ اعظم کی 7 کتابوں کے نام تحریر فرمانے کے بعد فرماتے ہیں کہ معتبر روایات سے معلوم ہوا کہ آپ کی تصنیف کردہ کُتب کی تعداد 69 ہے۔[7]

فتویٰ نویسی کے ذریعے احیاءِ دین:

فتویٰ نویسی میں آپ کو وہ کمال حاصل تھا کہ اُس دور کے بڑے بڑے عُلما، فقہا اور مفتیانِ کرام بھی آپ کے لاجواب فتووں سے حیران رہ جاتے تھے۔ اِنتہائی مشکل مسائل کا نہایت آسان اور عُمدہ جواب دیتے، آپ نے کئی سالوں تک درس وتدریس اور فتویٰ نویسی میں دین کی خدمت سرانجام دی، اس دوران جب آپ کے فتاویٰ علمائے عراق کے پاس لائے جاتے تو وہ آپ کے جواب پر حیرت زدہ رہ جاتے۔

اللہ کریم، غوثِ اعظم کے صدقے ہمیں بھی دینِ اسلام کی خوب خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النّبیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

[1] اخبارالاخیار، ص18

[2] اخبارالاخیار، ص9 تا12

[3] نزہۃ الخاطر الفاتر، ص23

[4] قلائدالجواہر، ص18

[5] قلائدالجواہر، ص18 ملخصاً

[6] بہجۃ الاسرار، ص225 ملخصاً

[7] سیرتِ غوث اعظم، ص61 ملتقطاً

***

وصیّتِ غوث اعظم شاہِ جیلاں

پیش کش: عروہ فاطمہ قادری، ممبئی

=====================================

تمام امت مسلمہ بالخصوص غوث اعظم کے سلسلہ سے وابستہ مریدین کے لیے حضور غوث اعظم دستگیر رضی اللہ عنہ کی وصیت ونصیحت ملاحظہ فرمائیں۔

علمائے کرام سے گذارش ہے کہ سیرت غوث اعظم کے سلسلے میں صرف کرامات بتانے کے بجائے کرامات کے ساتھ ساتھ حضور غوث اعظم کی سیرت، ان کے روزمرہ کے اعمال، ترجیحات، تعلیم وتبلیغ اور بالخصوص جو وصیت اور نصیحت ہے وہ بھی بتائیں۔ اکثر مریدین کو یہ نہیں پتہ کے غوث پاک کے معمولات کیا تھے۔ صرف کرامات ہی کے حوالے سے حضور غوث پاک کو مشہور کرنا اچھی بات نہیں معلوم ہوتی ہے۔

حضور غوث اعظم دستگیر اپنے وقت کے بہترین استاد تھے تو ان کی تعلیمات بھی بتائیں۔ وہ خود کیسے تھے، کیسے زندگی گزاری، روزمرہ کے کیا معمولات تھے، کن لوگوں کو پسند فرماتے تھے، کن سے ناراض ہوا کرتے تھے، احکامِ شریعت کی کیسے محافظت کیا کرتے تھے، کیسے تلقین کیا کرتے تھے جیسے تمام معاملات بھی بتائیں۔ فرماتے ہیں:۔۔۔۔

میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ:

* اُمراء سے باوقار طریقے سے مل، اور فقراء کی بارگاہ میں عاجزی سے حاضر ہو۔
* تواضع اور خلوص اختیار کر۔ خلوص وہ اعلیٰ صفت ہے جس پر ہر وقت خالق کی نگاہِ عنایت ہے۔
* اسباب میں اللہ پر تہمت نہ لگا۔
* اپنے تمام حالات میں اسی کی ذات سے سکون واطمینان کی دولت طلب کر۔
* اپنے بھائی کے حقوق اس بنا پر کہ اس کے اور تیرے درمیان یک جہتی سے پامال نہ کر۔

* فقراء کی صحبت تواضع ،حُسنِ ادب اور سخاوت سے اختیار کر۔

* اپنے نفس کو مار کر حیاتِ حقیقی حاصل کر۔

* وسیع الاخلاق شخص اللہ سے بہت زیادہ نزدیک ہوتا ہے اور سب سے اچھا عمل اپنے باطن کو غیر اللہ کی طرف التفات کرنے سے بچانا ہے۔

* لوگوں کو حق اور صبر کی وصیت کر اور تیرے لیے فقیر کی صحبت اور ولی کی خدمت ہی کافی ہے۔

* اور فقیر وہ ہے جو اللہ کے علاوہ ہر شئے سے بے نیاز ہے۔

* اپنے سے کم عمر والے پر حملہ کرنا نامردی، اپنے برابر والے پر بد خُلقی اور اپنے سے بڑے پر بے شرمی ہے۔

* فقر و تصوّف جد و جہد کا نام ہے اس میں کسی بیہودہ چیز کی آمیزش نہ کر۔ اللہ ہمیں اور تجھے اس کی توفیق ارزانی کرے۔

* اے ولی! ہر حال میں تیرے لیے ذکر الٰہی لازم ہے کیوں کہ ذکر تمام نیکیوں کا جامع ہے۔

* اللہ کے عہد و پیمان کی رسّی مضبوطی سے پکڑ۔ کیوں کہ ہر ضرر رساں چیز کا دافع وہی ہے۔

* تجھے قضا و قدر کے ہر فیصلے کے لیے تیار رہنا چاہیے، کیوں کہ یہ واقع ہو کر رہیں گے۔

* اور واضح رہے کہ تیری تمام حرکات و سکنات کی پُرسش ہوگی، لہٰذا وقت کی مناسبت سے اچھے سے اچھے امور کی بجا آوری میں مشغول رہ۔

* اپنے اعضاء و جوارح کو فضول کاموں سے بچا۔

* اللہ و رسول اور حاکم (شرع) کی اطاعت کر۔

* حاکم وقت کے حقوق کی نگہبانی کر اور اپنے حق اس پر چھوڑ دے، ان کا مطالبہ نہ کر، اور ہر حال میں اس کے لیے دعا کر۔

* مسلمانوں کے بارے میں اپنی نیت صاف اور گمان نیک رکھ۔ اور ان کے لیے ہر ممکن بھلائی اور بہتری اختیار کر۔

* اپنی رات اس حال میں نہ گزار کہ تیرے دل میں کسی کی بُرائی یا کینہ و دشمنی بھری ہوئی ہو۔

* جو تجھ پر زیادتی کرے اس کے حق میں دُعائے خیر کر۔

* اپنا دھیان ہر آن اللہ کی طرف رکھ۔

* رزقِ حلال فرضِ شریعت وطریقت ہے۔

* جس چیز کے متعلق تجھے علم نہیں وہ اس راہ کے علماء سے حاصل کر۔

* اللہ سے حیاء وشرم کر۔ اللہ کی صحبت اختیار کر۔ اور غیر اللہ سے صحبتِ الٰہی کی رعایت سے مل۔

* اپنی صبح کا آغاز صدقہ وخیرات سے کر اور اپنی ہر شام اس روز فوت ہونے والے مسلمانوں کی نماز جنازہ میں گزار۔

* نماز مغرب کے بعد نماز استخارہ ادا کر۔ اور صبح وشام سات مرتبہ اس دعا کا ورد رکھ۔ اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارْ۔

* اور قرآن مجید کی یہ آیات اپنا وظیفہ بنا:

اَعُوْذُ بِاللہِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ ھُوَ اللہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ﴿۲۲﴾ ھُوَ اللہُ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُھَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَکَبِّرُ سُبْحٰنَ اللہِ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ﴿۲۳﴾ ھُوَ اللہُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی یُسَبِّحُ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ﴿۲۴﴾

(سورہ حشر، پارہ ۲۸، آیت ۲۲، ۲۳، ۲۴)

اللہ ہی توفیق دینے والا اور مددگار ہے کیوں کہ ساری قوت وطاقت خدائے بزرگ وبرتر ہی کی ذات سے عطا ہوتی ہے۔

(حوالہ: فتوح الغیب۔ مصنف: غوث اعظم حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ۔)

* * *


ہماری دیگر مطبوعات
FREE
DELIVERY
almukhtar.publications
9096957863
گھر بیٹھے کتابیں منگانے کے لیے ابھی رابطہ کیجیے : 9096957863
اپنی کاپیاں
ابھی بک کریں